SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, March 31, 2003

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad , at thirty seven minutes past five in the evening with Mr . Chairman (Mr .Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمن الرحیم

و من اظلم ممن افترى على الله الكذب وهو يدعٰى الى الاسلام و
الله لا يهدى القوم الظٰلمين 0 يريدون ليطفئوا نور الله بافواههم
والله عتم نوره ولوكره الكٰفرون 0 هو الذى ارسل رسوله بالهدىٰ
و دين الحق ليظهره علىالدين كله ولو كره المشركون 0 يايها الذين
امنو هل ادلكم على تجارة تنجيكم من عذاب اليم 0 تومنون بالله
و رسوله و تجاهدون فى سبيل الله باموالكم و انفسكم ذلكم
خيرلكم ان كنتم تعلمون 0

ترجمہ:۔ اور اس سے ظالم کون کہ بلایا تو جائے اسلام کی طرف اور وہ خدا پر جھوٹ بہتان باندھے اور خدا ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا ۔ یہ چاہتے ہیں کہ خدا (کے چراغ) کی روشنی کو منہ سے (پھونک مار کر) بجھا دیں حالانکہ خدا اپنی روشنی کو پورا کرکے رہے گا خواہ کافر ناخوش ہی ہوں۔ وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اسے اور سب دینوں پر غالب کرے خواہ مشرکوں کو برا ہی لگے ۔ مومنو! میں تم کو ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں عذاب الیم سے مخلصی دے ۔(وہ یہ کہ) خدا پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ ۔ اور خدا کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو ۔ اگر سمجھو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے ۔(وما علینا الا البلاغ ۔)

(سورہ الصف ۷ تا ۱۱)۔

Mr. Chairman: Mr. Abdul Razzaq Thahim.

POINT OF ORDER: RE: DELAY IN COMMENCEMENT OF PROCEEDINGS OF THE SENATE.

Mr. Justice (Retd.) Abdul Razzaq Thahim: Mr. Chairman, I only request that punctuality is to be maintained. Last day, you had promised that it will be maintained but it has become a tradition that always, not here, but in all assemblies punctuality is not maintained, for two and a half days, we have taken rest and today we will hardly work for two or three hours upto 9 o' clock. I humbly request only that kindly take note, now it is fourteen to six then there will be time for '*Maghrib*' prayers. Actually, this is Upper House, we should be punctual. It is only my request.

Mr. Chairman: Thank you. Your observation is very pertinent. I think, we should abide by the timing. There was some discussion for the process, that is why it got delayed but I think, in future we must adhere to it. We should start on time and we will hopefully, adhere to the time. Yes, Mr. Enver Baig.

Mr. Muhammad Enver Baig: Mr. Chairman, there is a report in the 'Friday Times',

pertaining to Sindh, so, I would like to have a بڑی خوفناک سی ایک خبر ہے clarification from the treasury benches if there is any fact or truth to this news report. Can I request Ranjha Sahib to read this for you sir.

Mr. Chairman: Why you can't read?

Mr. Muhammad Enver Baig: Sir, I have forgotten my opticals...

(Interruption)

Dr. Khalid Ranjha: Mr. Chairman, there is "such gup" and I don't think we should spend time on *"such gup"* in this House.

Mr. Chairman: We have other important issues here, it is something that Information Minister can check with the newspaper.

Mr. Muhammad Enver Baig: Sir, *"Masha Allah"*, you are also from the Sindh province. It is very important.

Mr. Chairman: Let us not go into its details. It is a requisitioned session for a very important subject, we should pursue with that. I would request. ...

Mr. Hamayun Akhtar Khan: Mr. Chairman, the honourable member should formally bring the issue to the House or file it as a matter of urgent public importance and get a formal reply if he concerns about this news item.

Mr. Muhammad Enver Baig: Sir, you also belong to the same province and it is an important matter.

Mr. Chairman: I think, let us continue with the session requisitioned for the specific purpose and if this is something which is already there, we can go into that.

جناب نوریز شکور: جناب! پچھلے سیشن میں یہاں بات ہوئی تھی regarding the prices of petroleum products اور اس سلسلے میں different proposals بھی آئی تھیں۔ ابھی تو عراق پر بات ہو رہی ہے، یہاں کچھ resolutions بھی آئے ہوئے ہیں، کچھ call attention notices بھی ہیں، یہاں پر بھی ہیں اور نیشنل اسمبلی میں بھی ہیں we would like to have a detail. discussion on that later on. جب بھی یہ honourable House چاہے گا اس پر بات ہو سکتی ہے لیکن ایک بات جو overall چل رہی تھی جناب چیئرمین! وہ یہ تھی کہ general impression یہ دیا جا رہا تھا کہ شاید جس وقت prices کم ہوتی ہیں تو ہم consumers کو وہ facility حکومت کی طرف سے transfer نہیں کرتے اور شاید یہ بھی خیال کیا جاتا تھا کہ کوئی ایسی چیزیں ہیں کہ حکومت کوئی اپنی levy میں-----

سردار محمد لطیف خان کھوسہ: جناب چیئرمین! ابھی تو عراق پر بات ہونی ہے۔

Mr. Chairman: He has a point to make just for a few minutes, we will come to that.

جناب نوریز شکور: جناب! میں اس سلسلے میں اپنی بات ختم کرتے ہوئے اس

honourable House کو یہ بتانا چاہوں گا کہ ہم 15 دنوں کے بعد تمام prices کو change کرتے ہیں - جناب ! آج اس لحاظ سے اچھی چیز سامنے آئی ہے کہ اس crisis کے باوجود پٹرول کی قیمت تین روپے چوراسی پیسے کم کر دی گئی ہے۔ HOBC تین روپے اسی پیسے کم کیا گیا ہے ، ڈیزل ایک روپے چالیس پیسے' Kerosine oil تین روپے چھپن پیسے اور لائٹ ڈیزل دو روپے اکتیس پیسے کم کیا گیا ہے۔ This is in line with the formula اور یہ جناب والا! crisis میں کیا گیا ہے - میں نے یہ بات point of order پر اس لئے کی ہے کہ یہ بات اس دن اس ہاؤس میں discuss ہوئی تھی - آج کیونکہ 15 دن کے بعد prices change ہو رہی ہیں تو جو بھی down trend تھا وہ آج ہم نے transfer کر دیا ہے to every consumer in this country. Thank you.

Mr . Chairman: Thank you . Now we will continue with the discussion on Iraq. Next Speaker is Mr. Babar Khan Ghauri, he is not here , then Asfand Yar Wali is also not here. Next is Muhammad Ali Durrani.

DISCUSSION ON IRAQ SITUATION

جناب محمد علی درانی : اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین ! سب سے پہلے تو میں چاہوں گا کہ آپ کو مبارکباد دوں اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ کا چیئرمین بننا انشاء اللہ اس منتخب ایوان کو حقیقی معنوں میں ایک جمہوری ایوان بنانے میں اہم کردار ادا کرے گا اور آپ کا شفقت سے بھرا ہوا رویہ اور آپ کی سادگی اور درویشی اس ایوان میں بیٹھنے والوں کے لئے ایک motivating factor ہو گا اور یہ ہاؤس ایک فیملی کی طرح آگے بڑھ سکے گا اور اس کے پہلے اجلاس میں بھی جس طرح کی developments ہوئی ہیں وہ اس طرف اشارہ کرتی ہیں۔ اس کے ساتھ ہی میں جناب ڈپٹی چیئرمین صاحب کو بھی آپ کے توسط سے عہدہ سنبھالنے پر مبارکباد دینا چاہوں گا۔

آج کا موضوع عراق کی situation سے متعلق ہے - اس پر اب تک بہت discussion ہوئی ہے - ان issues اور باتوں کو جن پر عمومی طور پر اتفاق ہے ، چھوڑتے

ہوئے میں چند ایسی باتیں کرنا چاہوں گا جن پر اب تک discussion نہیں ہوئی۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ آج عراق کے عوام یقیناً ایک آزمائش، ایک غم اور ایک الم سے گزر رہے ہیں۔ آج عراق میں یقیناً انسانیت سسک رہی ہے اور آج ہم یہ بھی دیکھ رہے ہیں کہ United Nations کے چارٹر کی دھجیاں عراق میں گرنے والے بارود اور جسموں کے ٹکڑوں کے ساتھ اڑتی ہوئی نظر آ رہی ہیں۔ آج اگر یہ کہا جائے کہ سلامتی کونسل اب علامتی کونسل بن کر رہ گئی ہے تو یہ غلط نہ ہوگا۔ اگر یہ کہا جائے کہ United Nations کی عمارت، جو امن کی علامت تھی، آج بے بسی اور بے کسی کی علامت بنی نظر آتی ہے، اگر یہ کہا جائے کہ United Nations کا سیکرٹری جنرل آج کسی سپر پاور ملک کے صدر کا پرائیویٹ سیکرٹری نظر آتا ہے تو یہ بھی غلط نہ ہوگا۔ یہ سب developments جو اس تھوڑے سے عرصے میں ہوئی ہیں ان کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ شاید امریکہ نے United Nations پر سے اپنا وہ ہاتھ ہٹا لیا ہے جو اس کی back bone کے طور پر موجود تھا اور یہی وجہ ہے کہ آج United Nations گوشت کے ایک ایسے لوتھڑے کی طرح پڑی ہوئی ہے جس کا مستقبل شاید League of Nations کی طرف بڑھتا ہوا نظر آتا ہے۔

جناب چیئرمین! یہ تصویر کا ایک رخ ہے لیکن اس کا ایک دوسرا رخ بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ اسی crisis کے دوران ایک نئی سپر پاور اس دنیا کے سامنے آئی۔ وہ سپر پاور یقیناً اس دنیا کے وہ عوام ہیں جنہوں نے ظلم کے مقابلے میں مظلوم کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا۔ اس قوت نے، عوام نے مذہب کی تقسیم کو بالائے طاق رکھتے ہوئے، انسانیت کو اپنا مذہب قرار دیتے ہوئے، اس دنیا کے مظلوموں کی پشت پناہی کا فیصلہ کیا۔ انہوں نے اپنے طاقتور اور اسلحہ سے لیس حکمرانوں کے پیچھے چلنے کی بجائے ان مظلوموں کا ساتھ دیا جو اس ظلم کا نشانہ بن رہے تھے۔ ان انسانیت دوست انسانوں کی یکجہتی نے آج اس دنیا کے بڑے بڑے حکمرانوں کو سوچ میں مبتلا کر دیا ہے۔ وہ آج اپنی مضبوط کرسیوں پر بیٹھ کر بھی لرزہ براندام نظر آتے ہیں اور ان کی تمام مضبوطی ان کے عوام کی جرأت اور جذبے کے سامنے کمزور نظر آتی ہے۔ آئیں ہم سب مل کر دنیا کے عوام کو سلام کریں جنہوں نے مذہب کی تقسیم اور تہذیبوں کی جنگ کے منصوبوں کو خاک میں ملاتے ہوئے انسانیت کے احترام اور انسانیت کی بڑائی کو اپنے لئے

زندگی کا ایک مقصد ٹھہراتے ہوئے اس دنیا کو ظلم کے پنجے میں جانے سے بچا کر ایک نئی روشنی اور ایک نیا راستہ دیا ہے۔ آئیے ہم سب ان عوام کو سلام پیش کریں۔ اس کا فیصلہ یقیناً تاریخ اور وقت کرے گا کہ کون جیتا۔ وہ حکمران جیتے جن کے ہاتھوں میں طاقت اور اسلحہ تھا یا وہ عوام جیتے جو انسانیت کے ضمیر کے لئے، انسانیت کی بہتری کے لئے، انسانیت کی سر بلندی کے لئے انسانوں کے ساتھ کھڑے ہوئے تھے۔ اس فیصلے کے لئے یقیناً ہمیں انتظار کرنا پڑے گا۔

مزید آگے بڑھتے ہوئے میں ایک بات ضرور کہوں گا کہ اس سارے مسئلے کے دوران حکومت پاکستان کا کردار یقیناً خراج تحسین کے قابل ہے ۔ جب جنگ شروع نہیں ہوئی تھی اس وقت بھی قومی اسمبلی میں جناب وزیر اعظم نے واشگاف الفاظ میں کہا تھا کہ پاکستان مظلوم عراقیوں پر ہونے والے کسی جرم اور کسی بھی aggression میں حصہ دار نہیں بنے گا۔ اس کے بعد جب جنگ شروع ہوئی تو پاکستان کے وزیر اعظم کا دورہ امریکہ منسوخ کرنا اور اس کے علاوہ اب تک کے جو بھی اقدامات سامنے آئے ہیں وہ اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ وہ اس ملک کے عوام کی رائے کے ساتھ قدم بہ قدم چل رہے ہیں اور اس معاملے پر کسی قسم کی کمزوری ہمیں بظاہر نظر نہیں آتی۔ میں عملی تجاویز کی صورت میں چند اہم تجاویز ایوان کے سامنے رکھنا چاہوں گا۔ اس وقت اس بات کی بڑی شدت سے ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ دنیا بھر کی وہ اقوام، جو اس جنگ میں یا تو غیر جانبدار رہی ہیں یا انہوں نے مخالف رویہ اختیار کیا ہے، اس کے ساتھ ساتھ OIC اور عرب لیگ جن کا اب تک رویہ مایوس کن رہا ہے ، ان سب کو بھی ساتھ ملاتے ہوئے ہمیں ایک مرتبہ پھر کوشش کرنی چاہیے کہ یہ ظلم بند ہو سکے۔ عراق کے اندر جاری جنگ کو بند کرانے کے لئے .U.N کے فورم کو دوبارہ use کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور اس کے لئے پاکستانی حکومت کو اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔

اس کے ساتھ ساتھ میں ایک تجویز یہ بھی دینا چاہوں گا کہ یہ وقت کی ضرورت ہے کہ پاکستان کی حکومت ،حزب اقتدار اور حزب اختلاف مل کر اگلے چند دنوں میں اس جنگ کو بند کرانے کے لئے اپنا وزن استعمال کرنے کے لئے یوم امن یا ' peace day کے نام پر ایک دن کو celebrate کریں اور اس میں پوری پاکستانی قوم مل کر امن کے لئے اپنا وزن ڈالے اور

اس میں کوئی تقسیم ہمیں نظر نہیں آنی چاہیے کہ یہ اپوزیشن کی بات ہے۔ بلکہ یہ چیز اس طرح سامنے آنی چاہیے کہ پوری پاکستانی قوم اس وقت امن کے لئے، عراق میں جاری ظلم کو رکوانے کے لئے اپنا وزن ڈالنے کے لئے سڑکوں پر نکل آئی ہے۔ اس میں حکومت کے لوگوں اور اپوزیشن کے لوگوں کو بھی نکلنا چاہیے۔ چونکہ اس وقت کسی قسم کی تقسیم ہمارے interest میں نہیں ہے۔ ہمارے مستقبل کے لئے اس کے کچھ اچھے اثرات نہیں ہوں گے۔ میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ حکومت نے اب تک جو اقدامات اٹھائے ہیں، ان میں یقیناً ایک بہت بہادری کا عنصر موجود ہے اور بہت کھل کر یہ بات کہی گئی ہے، جو بات اس ملک کے عوام کے دلوں کی تھی۔ اگرچہ حکمرانوں کی بہت سی مجبوریاں بھی ہوا کرتی ہیں لیکن ان مجبوریوں کو پاکستان کی حکومت نے ملحوظ خاطر نہیں رکھا۔

جناب والا! میں کل پشاور گیا تھا، وہاں پر بھی ملین مارچ تھا۔ وہاں میں نے کچھ صحافیوں سے پوچھا کہ اس میں کون کون آیا تھا تو انہوں نے بتایا کہ جناب وزیراعلیٰ اس میں تشریف نہیں لائے، انہوں نے اس ساری situation کو بہت حکمت کے ساتھ deal کیا۔ اس مظاہرے میں جو کہ ان کی پارٹی کی طرف سے تھا، وہ اس میں بھی نہیں آئے۔ میں چاہتا ہوں کہ آئندہ ہم جو اقدامات اٹھائیں ان میں اس چیز کا اہتمام کریں کہ اگر مہاتیر محمد عوام کے ساتھ نکل سکتا ہے تو پاکستان کو بھی یہ کوشش کرنی چاہیے کہ امن کے لئے، کسی کے خلاف نہیں بلکہ امن کے لئے پوری قوم اپنی یکجہتی کا مظاہرہ کرے۔ اگر اس دن کے اندر سارے اسلامی ممالک کو شامل کیا جا سکے یا اس سے آگے بڑھتے ہوئے اور بھی کچھ اقدامات اٹھائے جا سکیں تو ہمارے فارن آفس کو اس پر غور کرنا چاہیے۔

جناب والا! اس کے علاوہ جو دوسری تجویز میں دینا چاہوں گا وہ یہ ہے کہ عراق میں اس وقت جو جنگ جاری ہے اس میں دونوں اطراف سے ہونے والے مظالم کو روکنے کے لئے ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ دنیا بھر کی اقوام، OIC اور اس کے ساتھ ساتھ عرب لیگ کے ساتھ مل کر اس موقع پر U.N. کے تحت ایک International tribunal قائم کیا جائے جو جنگ کے بعد یا اس دوران، اگر کوئی انسانی بنیادی حقوق کی خلاف ورزی ہوتی ہے یا جنگی جرائم کا کوئی بھی مرتکب ہوتا ہے، اور یہ practice اس سے پہلے بھی اس دنیا نے دیکھی ہے، روانڈا

میں، یوگوسلاویہ میں دیکھی، اگر عراق کے لئے بھی ہم move کو initiate کرتے ہیں تو مجھے پوری امید اور توقع ہے کہ اس کے نتیجے میں وہاں پر ظلم کرنے والے جو elements ہیں ان کے سامنے یہ سوال ہو گا کہ کل انہیں question کیا جا سکتا ہے۔ اس میں کوئی تفریق نہیں ہے، اگر کوئی زیادتی یا بنیادی حقوق کی خلاف ورزی عراق کی طرف سے ہوتی ہے تو اس پر بھی ہونا چاہیے اور اگر کسی حملہ آور کی طرف سے ہوتی ہے تو اس پر بھی ہونا چاہیے۔

جناب والا! اس وقت جنگ جاری ہے۔ اس وقت عراق میں خون بہہ رہا ہے۔ اس وقت مظلوم عراقی کسمپرسی میں مبتلا ہیں لیکن ہم نے اکثر دیکھا ہے کہ جب ایک دفعہ بندوقیں چل جاتی ہیں تو پھر وہ رکا نہیں کرتیں۔ جو ظلم اس دور میں ہونا تھا، اس کا عمل شروع ہو گیا ہے۔ ہمیں آج اس کو رکوانے کی بھی ضرور کوشش کرنی چاہیے۔ اس کے ساتھ ساتھ دور اندیشی سے کام لیتے ہوئے مستقبل میں اس جنگ کے بعد post war scenario پر بھی آج سے ہی حکومت پاکستان کو اپنی working کرنی چاہیے کیونکہ اس سارے خطے میں جو developments ہو رہی ہیں، ان میں ہمارے بھی stakes ہیں اور سب سے بڑھ کر ایک انسان کی حیثیت سے ہمارے وہ بہت سے تقاضے ہیں جن کو پورا کرنے کے لئے ہمیں اپنا رول ادا کرنا چاہیے۔

Post war scenario میں پھر وہی elements ہیں جن کا میں نے پہلے ذکر کیا اس میں دوبارہ سے ہمیں especially OIC اور Arab League کی involvement کی پوری کوشش کرنی چاہیے۔ سب سے پہلا مسئلہ جو کہ جنگ کے فوراً بعد اور آج، اگر جنگ کسی وجہ سے رکتی ہے تب بھی درپیش ہو گا، وہ ہے عراق کی colonization. ہم عراق میں آنے والی کسی بھی force کو یہ موقع نہیں دے سکتے کہ وہ عراق کو اپنی کالونی بنانے کی کوشش کرے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ United Nations کی طرف سے غیر جانبدار peace keeping forces کی deployment کو ensure کرنا چاہیئے اور یہ ایک normal practice ہے جو کہ سب جگہ پر ہوتی رہی ہے۔ عراق پر کسی بھی justification کے تحت اگر attack کیا بھی گیا ہے تو اس چیز کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ attacking forces کو یہ liberty نہیں دے دینی چاہیے کہ وہ وہاں پر حکمران بن کر بیٹھ جائیں۔ آج یہ ہو سکے یا نہ ہو سکے اس پر بھی میں

question نہیں کرتا لیکن اس کے لئے کوشش ضرور ہونی چاہیے۔ یہ قومی ضمیر کی ضرورت ہے۔ یہ بین الاقوامی ضمیر کی ضرورت ہے جس میں کہ ہمیں آگے بڑھتے ہوئے اپنا کردار ادا کرنا چاہیے ۔ میں تو یہ بھی تجویز دوں گا کہ OIC اور Arab League کو یہ offer کرنی چاہیے کہ اس میں مسلم forces کو بھی شامل کیا جائے بلکہ ساتھ ساتھ ان افواج پر اٹھنے والا خرچہ OIC اور Arab League کو ادا کرنے کی بھی offer کرنی چاہیے۔ عراق کو اگر امریکہ یا اس پر attacking forces کی کالونی بنانا ہے تو پھر وہاں پر ظلم کا ایک ایسا عمل شروع ہو جائے گا کہ کوئی ملک بھی اپنی آزادی کو برقرار رکھنے کے معاملے پر بہت ہی تشویش کا شکار ہو گا۔

دوسری چیز جو میں کہنا چاہوں گا وہ یہ ہے کہ جنگ کے بعد عراق میں عراقی عوام کی حکومت کے قیام کو یقینی بنانے کے لئے آج سے efforts ہونی چاہئیں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ عراق کو ایک مفتوح ملک کی طرح کسی جنرل یا کسی شخص کے حوالے کر دیا جائے۔ جنرل سے مجھے یاد آیا، یہاں ایک بات کی گئی تھی کہ وہاں پر پوری کیبنٹ فوجی وردی میں بیٹھی ہوتی ہے صدام حسین سمیت۔ اس میں تھوڑی سی تصحیح کرنا چاہوں گا کہ وہ actually فوج کی وردی نہیں ہے بلکہ وہ بعث پارٹی کی وردی ہے جو انہوں نے پہنی ہوتی ہے۔ وہ ان کی practice ہے ۔ وہ actuallyفوج کے reference سے نہیں ہے۔ جو forces وہاں اس وقت آ رہی ہیں، ان forces کے جانے کے بعد عراقی عوام کو یہ موقع دیا جانا کہ وہ وہاں پر اپنی مرضی کی منتخب حکومت قائم کر سکیں، یہ ایک requirement ہے جس پر آج سے working یقینی طور پر شروع ہونی چاہئیے ۔ عراق کا جو infrastructure اس وقت تباہ ہو رہا ہے، وہاں پر جو عوام کی بحالی کا کام ہے، اس کے لئے بھی OIC اور Arab League کو اپنے آپ کو پیش کرنا چاہیے۔ یہ باتیں شاید apparently اس وقت بہت relevant نہ لگ رہی ہوں لیکن جو اس وقت developments ہو رہی ہیں، ان کی رو سے، اگر آج سے ان پر کام نہیں کیا جائے گا، آج وہاں contracts بھی دیئے جا رہے ہیں کہ اس کے بعد جو تعمیرات ہونی ہیں وہ فلاں فلاں کمپنیز کو دی جائیں گی۔ اگر Muslim world اپنا ایک رول play کرتی ہے اور وہ اس کے لئے اپنی تجاویز اور اپنی ایک رائے پیش کرتی ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ اس میں کسی قسم کی کوئی خامی ہے ۔ اس سے دنیا کی رائے بنانے میں ایک کردار ادا کیا جا سکتا ہے۔

اس کے بعد ایک اور بہت ہی اہم پہلو اس وقت جو ہمارے زیرِ نظر ہے وہ عراق کا اس وقت کا status ہے۔ عراق جو آج عراق کی شکل میں قائم ہے اس میں یقیناً صدام حسین کے جبر اور اس کی سخت گیری کا ایک بہت بڑا پہلو ہے۔ اس نے، جہاں بھی کوئی بغاوت اٹھی ہے، وہاں اس کو بہت ہی ظالمانہ طریقے پر کچلا ہے اور آج بھی کیفیت یہ ہے کہ عراق کے اندر بھی کردوں کا مسئلہ ہے، جنوب کا مسئلہ ہے، اس کا کویت کے ساتھ issue ہے، ایسے بہت سے issues ہیں جو اس وقت بھی موجود ہیں۔ اگر کل صدام کی حکومت ختم ہوتی ہے تو ایسی صورت میں عراق کی سیاسی اور جغرافیائی سالمیت اس خطے کے لئے ضروری ہے۔ bulkanization کا process عراق کے اندر شروع ہوا۔ وہ process عراق تک محدود نہیں رہے گا۔ وہ اس پورے خطے کو اپنی لپیٹ میں لے گا۔ اس لئے یہ پورے خطے کی ضرورت ہے۔ اس علاقے میں بسنے والے جتنے بھی ممالک ہیں ان کی یہ ضرورت ہے کہ وہ اس چیز کا اہتمام کریں کہ اگر کل وہاں پر صدام کی حکومت نہیں رہتی تو ایسی صورتحال میں اس چیز کا اہتمام کیا جائے، جو تجویز میں نے پہلے دی میں اس کو دوبارہ دہراؤں گا کہ یو این کے تحت وہاں پر forces کی deployment کے ساتھ اس چیز کا اہتمام کیا جائے کہ وہاں پر منتخب عراقیوں کی حکومت قائم ہو جس کی backing muslim world forces اور United Nations peace keeping forces کر رہی ہوں۔ عراق میں کردوں کی طرف سے شروع ہونے والا ایک عمل، جنوب سے شروع ہونے والا عمل صرف عراق تک محدود نہیں رہے گا۔ وہ پوری عرب دنیا کو متاثر کرے گا حتیٰ کہ اس کے اثرات ہم تک بھی آسکتے ہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت اہم پہلو ہے جس کے اوپر اس خطے میں بسنے والے ممالک کو اپنی concerns show کرنی چاہئیں اور آج اس پر ہمارے جو foreign policy پر کام کرنے والے افراد ہیں، ان کو ان issues کو آج سے ہی کہیں نہ کہیں رجسٹر کرتے ہوئے اس پر اپنے کام کو آگے بڑھانا چاہیے۔

ایک بات اور جو کہ بڑی اہم ہے کہ عراق کے تیل پر اگر پہلے صدام کا قبضہ تھا تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس کے بعد امریکہ کا قبضہ ہو جائے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ جو بھی وسائل ہیں وہ اس قوم کی امانت ہوتے ہیں۔ اس چیز کا اہتمام کیا جانا چاہیے کہ عراق کی جنگ کے بعد یا جس وقت بھی امن ہوتا ہے، اس چیز کو یقینی بنایا جائے کہ تیل کے جو وسائل ہیں وہ عراق

کے عوام کے اوپر خرچ ہوں، وہ عراق کی تعمیر نو پر خرچ ہوں، وہ عراق کے عوام کی بحالی پر خرچ ہوں، وہ عراق کے infrastructure کی تعمیر کے اوپر خرچ ہوں نہ کہ کسی اور ایسے ملک کے لئے استعمال ہوں جو ان تمام چیزوں کو لے کر اس ملک سے آگے چلتا بنے۔

جناب والا ! چند ایسی باتیں جو میں سمجھتا تھا کہ اس وقت ان کی ضرورت ہے ان کا میں نے مختصراً آپ کے سامنے ذکر کیا اور میں امید رکھتا ہوں کہ یہ دنیا، یہ ملک پاکستان جو ہمارا ملک ہے ، اس ملک کے اندر جتنی بھی جمہوری قوتیں ہیں وہ آج جس طرح عوام کی آراء کے مطابق چلتے ہوئے، عوام کو یہ confidence دے رہی ہیں کہ اس ملک کی حکومت ہو یا اپوزیشن ہو، وہ اس ملک کے عوام کو اہمیت دیتے ہیں اور ان کی رائے کو اہمیت دیتے ہوئے آگے کی طرف بڑھتے ہیں۔ جناب والا ! سینیٹ کے اندر اس discussion کو initiate کرتے وقت جس طرح سے مثبت کردار دونوں طرف سے دیکھنے میں آیا میں سمجھتا ہوں کہ سینیٹ میں موجود حزب اختلاف کے جو benches ہیں ان کو اہتمام کرنا چاہیے کہ وہ نیشنل اسمبلی میں حزب اختلاف کے benches کے لئے بھی ایک ٹریننگ کا پروگرام رکھیں جس کے تحت ان کو بھی اس چیز کے لئے تیار کیا جائے کہ وہ اسمبلی کے اندر ہونے والی discussion میں سپیکر کے سامنے جا کر اچھلنے کودنے کی بجائے آپس میں بیٹھ کر اپنے اختلافات کو حل کرتے ہوئے ایک مربوط طریقے پر آگے بڑھنے کا طریقہ اختیار کریں جیسا کہ ہمارے یہاں کی اپوزیشن نے اختیار کیا ہے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ درانی صاحب، مسٹر اسفند یار ولی۔

پروفیسر غفور احمد : میرا نام ابھی تک نہیں آیا۔

جناب چیئرمین : یہ جس طرح نام آئے اور کچھ جو پارلیمنٹری لیڈر تھے انہوں نے آپس میں بیٹھ کر اس کا فیصلہ کیا تھا۔

پروفیسر غفور احمد : نام طلب کئے گئے تھے۔

جناب چیئرمین : طلب نہیں کئے گئے تھے خود آکر دیتے ہیں اور پارلیمانی لیڈر نے بیٹھ کر بنایا ہے۔

پروفیسر غفور احمد : سب کو موقع ملنا چاہیئے۔ میں تیسری بار کھڑا ہوا ہوں مجھے موقع نہیں دیا گیا۔

جناب چیئرمین: آپ کا بھی نام اس میں ہے لیکن ذرا آگے جا کر ہے۔

پروفیسر غفور احمد : نہیں ، آگے جا کر کس طرح آیا۔ میں یہی عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: وہ جو پارلیمانی لیڈروں نے بیٹھ کر آپس میں ایک لسٹ بنائی ہے وہ انہوں نے آپس میں discuss کر کے بنائی ہے کیونکہ ایک وقت میں سب لوگ تو نہیں بول سکتے۔

پروفیسر غفور احمد : نہیں ، میرے خیال میں ایسی تو کوئی لسٹ نہیں بنی آپس کی مشاورت سے۔

جناب چیئرمین : مجھے تو یہی بتایا گیا ہے۔ بہرحال میرے پاس تو جو لسٹ ہے میں اسی کے مطابق چل رہا ہوں۔ آپ اگر پہلے بولنا چاہتے ہیں تو میں آپ کو وقت دے دیتا ہوں کیونکہ آپ ہمارے بزرگ ہیں۔ میرے خیال میں جو ترتیب بنی ہے اسی کے حساب سے چلیں تو بہتر رہے گا۔

پروفیسر غفور احمد : لیکن میں یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ فہرست کس طرح مرتب کی گئی ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں، نہیں ۔ آپ ہمارے بزرگ ہیں اگر پہلے بولنا چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے لیکن میرے خیال میں ایک ترتیب جو آئی ہے ۔ کیونکہ بولنا ہے ، پہلے بول کے آپ بعد میں سنیں یا پہلے سن کے بعد میں بولیں ، بات تو وہی ہے۔ اگر کہیں جانا ہے، بعد میں آپ نے اجلاس attend نہیں کرنا ہے تو وہ اور بات ہے ۔ تو میں کردیتا ہوں لیکن سارے ممبر اکٹھے تو نہیں بول سکتے۔

پروفیسر غفور احمد : اگر فہرست مرتب کرنے میں ہمارا بھی مشورہ شامل ہو تو زیادہ بہتر ہے۔

جناب چیئرمین: مشورہ یہ ہے کہ جسے submit کرنا ہے وہ تو میں نے فیصلہ کرنا

ہے۔ پارلیمانی لیڈر سے ضرور discussion ہوئی ہے۔

پروفیسر غفور احمد: نہیں ، ایسا کچھ نہیں ہوا ہے میرے خیال میں۔

جناب چیئرمین: اچھا چلیں بھئی ایسا ہی ہوا ہو گا۔ آپ بہرحال بولنے دیں' ان کا نام ہے۔ عراق پر اگر بولنا چاہتے ہیں تو ان کو بولنے دیں۔ Let us continue with the list that we have. کیونکہ ایک کو ہم آگے پیچھے کریں گے تو پھر سب چاہیں گے۔ ایک سسٹم ہے اسی کے تحت چلتے ہیں۔ آگے جا کر coordination کر لیں گے۔

جناب اسفند یار ولی: شکریہ جناب چیئرمین۔ آج کاش میرے دوست بابر غوری صاحب یہاں ہوتے۔ کیونکہ اس دن وہ بہت غصے میں تھے' ہم پر بڑا نزلہ گرا ان کا کہ اپوزیشن والے ایل ایف او کی بات اٹھا کے عراق کی بات نہیں کر رہے ہیں۔ میں زیادہ سخت الفاظ استعمال کرنا نہیں چاہوں گا۔ یہ کہوں گا کہ افسوس۔ افسوس اس بات کا جناب چیئرمین! کہ ہماری حکومت کو اللہ نے یہ توفیق نہیں دی کہ وہ ایک ایسے مسئلے پر ، جس کو ہر ایک سپیکر وہاں سے اٹھ کر چلا چلا کے کہتا ہے کہ نازک ہے' نازک ہے لیکن اللہ نے ان کو یہ توفیق نہیں دی' کہ یہ سینیٹ یا نیشنل اسمبلی کا اجلاس اس پر بلا لیں۔ دونوں اجلاس اپوزیشن کو requisition کرنا پڑے۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ کتنے سنجیدہ ہیں۔

جناب چیئرمین ! آج وہ زمانہ گیا کہ ہم کہیں کہ یہ عراق کا مسئلہ ہے تو عراق تک ہی اس کے after effects ہوں گے باقی اس کا spill over نہیں ہو گا وہ زمانہ ختم ہو چکا ہے جناب چیئرمین۔ ویسے تو وزیر اعظم صاحب نے کتنی مرتبہ ٹیلی وژن پر کہا کہ جو بھی مسئلہ ہو گا اس کے بارے میں پہلے ہم پارلیمنٹ کو اعتماد میں لیں گے۔ کم از کم ان حالات میں حکومت کا فرض تھا کہ وہ نیشنل اسمبلی اور سینیٹ کا اگر مشترکہ نہیں تو علیحدہ علیحدہ اجلاس بلا لیتے۔ یہاں کا اجلاس تو آ گیا۔ ہم نیشنل اسمبلی کے اپنے ساتھیوں کو ذرا لیکچر دیں'ان کو disciplined کریں' ان کو طریقہ بتائیں۔اتنا ہی میں اپنے بھائی سے گزارش کروں گا کہ پہلے ذرا یہ طریقہ ان کو سکھا دیں پھر وہ ہم ان کو دکھا دیں گے کہ کس طریقے سے نمٹا جاتا ہے۔

جناب! آج میں شروع میں یہ بات واضح کر دوں کہ ہم جب یہاں کھڑے ہو کر بات

کرتے ہیں تو ہم کسی صورت میں صدام حسین کو defend نہیں کرنا چاہتے ۔ ہم نے کبھی dictator کو defend نہیں کیا۔ نہ کبھی dictator کو defend کرنے کی ضرورت محسوس کی ہے، نہ اب کرنا چاہتے ہیں۔ یہ حملہ صدام پر حملہ نہیں ہے، یہ حملہ عراق پر ہے، حملہ عراقی عوام پر ہے۔ ہم جب یہاں اٹھ کر بات کرتے ہیں تو ہم عراقی عوام کی بات کرتے ہیں، عراق کی سرزمین کی بات کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین! آج اگر تاریخ پر نظر دوڑائیں تو یہ پہلی مرتبہ نہیں ہوا، کئی مرتبہ تاریخ میں یہ ہو چکا ہے کہ ایسے ہی سپر پاور اٹھ کے ایک monster create کرتی ہے۔ بڑی خوشی سے ایک monster create کرتے ہیں پھر کبھی ادھر کسی کو مارا کبھی ادھر کسی کو مارا۔

جناب چیئرمین! آخر میں ایک دن آتا ہے کہ جب وہ monster, when he becomes Frankenstein's monster, that is exactly whathas happened here, every one and every one in world knows who built up Saddam, they turned a blind eye. وہ جب اپنے عوام کے ساتھ، عراقی لوگوں کے ساتھ جو کچھ بھی کر رہا تھا، لوگ خاموش تماشائی بنے بیٹھے تھے۔ آج اپنی طاقت کے نشے میں مست، مجھے اردو زیادہ آتی نہیں لیکن میں اس سے بہتر لفظ اس کے لئے ڈھونڈ نہیں پا رہا، کہتا ہے نہ مجھے سکیورٹی کونسل کی ضرورت ہے اور نہ مجھے اقوام متحدہ کی ضرورت ہے۔ مجھے ڈر ہے اس بات کا کہ اس کے پاس weapons of mass destruction ہیں، اب اگر perceptions پر، تصورات پر دنیا کے تمام مسئلوں کا ہم حل نکالیں تو جناب چیئرمین! یہ دنیا کہاں سے کہاں جا پہنچے گی۔

یہاں میرے بڑے بزرگ لوگ اٹھ کر کہتے ہیں کہ ہم نے تعریف کرنی ہے United Nations کی کہ وہاں سے قرارداد پاس نہیں ہوئی۔ جناب چیئرمین! بڑے ادب سے ان سے میں صرف یہ سوال کرنا چاہوں گا کہ اقوام متحدہ بنی کس لئے ہے، اس کی duties کیا ہیں؟ کیا اس کی duties یہ ہیں کہ وہ کہے کہ میں نے قرارداد پاس نہیں کرنی یا اس کی duties یہ ہیں کہ وہاں ہر کمزور بندے نے جا کر رونا ہے۔ یہ U.N کی ڈیوٹی ہے کہ وہ کمزور کو طاقتور کے عذاب اور اس کے قہر سے بچائے۔

جناب چیئرمین! آج United Nations کو چاہیے کہ بیٹھ کر وہ اپنی assessment

کرے۔

How is the United Nations and U.N charter been able to defend the innocent people of Iraq against the allied forces, no. How can then I get up and I praise the U.N. Praise it just because it does not pass the resolution. The resolution is not the solution to the problem. It is time that all peace loving people and peace loving nations of the world sit all together.

ایک نیا چارٹر وہ بنائیں۔ یہاں جناب چیئرمین! might is right والا قصہ ہے۔ یہ کسی کے تصور میں ہے کہ اگر کوئی کمزور ملک اٹھ کر یہ کام کرتا جو آج امریکہ اور برطانیہ عراق میں کر رہے ہیں تو اقوام متحدہ کیا کرتی؛ ان ملکوں کا کیا حشر ہوتا؛ کیا آج اقوام متحدہ میں اتنی ہمت ہے کہ وہ ان ملکوں پر sanctions لگائے۔ میں اٹھ کر کیوں United Nations کے role کی تعریف کروں۔

جناب چیئرمین! عجیب مسئلہ ہے۔ کل میں BBC پر ان کے جنرل فرینکس کا انٹرویو سن رہا تھا۔ وہ کہتا ہے کہ یہ جو خودکش حملے کرنے والے ہیں یہ terrorist ہیں۔ ہزاروں میل دور سے جو بندہ یہاں آیا mediterranean یا Arabian Sea میں، ایک کشتی میں بیٹھ کر جو یہاں سے میزائل پھینک رہا ہے اور وہاں ہزاروں لوگوں کو شہید کر رہا ہے، کیا وہ terrorist نہیں؛ وہ بندے جن کے دل میں اپنی مٹی کی محبت ہے، اس مٹی پر اگر وہ جان نچھاور کرتے ہیں تو کیا وہ terrorist ہیں؛ ایک ہی clip دکھائی جاتی ہے جس پر امریکہ کے POW's کو دکھایا جاتا ہے تو امریکہ چلا کر کہتا ہے کہ یہ جینوا کنونشن کی خلاف ورزی ہے، اسی clip میں جب عراق کے معصوم بچوں کو زخمی حالت میں ہسپتال میں دکھایا جاتا ہے تو امریکہ خاموش بیٹھا رہتا ہے۔ جناب چیئرمین! یہ double standard کب تک چلتا رہے گا؛ آج اس دنیا کے تمام لوگوں اور خاص طور پر اس region کے لوگ، اس region میں جو حکومتیں ہیں prime responsibility ان لوگوں کی بنتی ہے۔ ان سب نے بیٹھ کر اپنی assessment کرنی ہے۔ آج اگر کوئی یہ تصور کرے کہ چلو سکیورٹی کونسل ہے اور سکیورٹی کونسل کہہ دے، نہیں،

تو ہمارے خلاف کچھ نہیں ہو گا

that myth has been destroyed Mr. Chairman, that myth is no longer there, itwas a myth, it was not a reality, it was a myth, that is finished. Today it is upto the Government Benches here, my good friend Foreign Minister Khurshid Kasuri Sahib

کو چاہیے کہ وہ آئیں، بیٹھیں we need re-assessment of our policy, we need to

لیکن میں اشارتاً ان کو صرف اتنا کہہ دوں کہ sit down,chalkout our own priorities for

an effective foreign policy, you have to have internal harmony and re-conciliation unless and untill you have internal harmony and internal re-conciliation, you cannot ever think of having an effective foreign

policy جناب چیئرمین! یہاں بڑی اچھی spirit میں discussion چلی۔ امید یہ بھی ہے کہ

انشاء اللہ تعالیٰ ایک متفقہ قرارداد یہاں سے پاس ہو کر نکل جائے گی.that would be ideal

جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے ایک request کروں گا۔ہم جو یہ کہتے ہیں کہ وہ companies آ رہی ہیں، re-building ہو رہی ہے۔ جناب! شاید ہم پٹھان موٹا گوشت کھانے والے دماغ کے ذرا کمزور ہوتے ہیں، یہ تک میری سمجھ میں نہیں آتی کہ پہلے تو ڈنڈا اٹھا کر مارو اور پھر کہو، آؤ! میں نے تمہاری مرہم پٹی کرنی ہے۔ پہلے تباہ کرو اور اس کے بعد کہو کہ ہم نے re-habilitation اور reconstruction کرنی ہے۔ جناب! جیسا کہ persian میں کہتے ہیں۔

ہرچہ دانہ کند کند ناداں لے بعد از خرابی بسیار

عراق کے لوگوں کی ہمدردی میں آج جو لوگ آنسو بہا رہے ہیں، جو یہ کہتے ہیں کہ تمہاری تباہی کر کے ہم نے re-construction کرنی ہے تو it is not that, multi-nationals کے بھی اپنے interests ہیں۔ آج after the dismemberment of the Soviet Union Mr. Chairman, Idealogical war fare ختم ہے۔ We do not need idealogical war fare, so economic wars, the war of economics عراق کی بدقسمتی یا خوش قسمتی

کہ وہاں اتنا تیل ہے it has an attraction جیسے کہتے ہیں کہ the way honey attracts

let the ! خدارا bear that is how the multi-nationals have been attracted.

قصوری صاحب ' جن سے ہماری یاری دوستی ہے ' government and let our very able

کیونکہ ان کے والد اور میرے والد colleague تھے ' میں تو دل سے یہ کہوں کہ please

قصوری صاحب ! have pity on the people of Iraq, make a call, a call to all

کل peace loving nations and people of the world. Stop this blood-shed.

آپ نے اخبارات میں دیکھا عراق کی embassies پر Iraqis کا اتنا رش ہے جنہوں نے قسم اٹھائی تھی کہ جب تک صدام گورنمنٹ ہے ہم نے واپس عراق میں نہیں آنا ۔ وہ آج نئے passports لے کر واپس عراق میں آ رہے ہیں۔

You cannot conquer the spirit of people, you can conquer the land but just by conquering land Mr. Chairman, the problem will not be solved, it was after the spirit of the people and we are not in a position to say that we condemn this unjust aggression. Suppose, God forbid, tomorrow and

اس کہ I am not saying it, the President of Pakistan is on record to say it کے بعد پاکستان کی باری ہے ۔ آج حکومت پاکستان وہی کردار ادا کر رہی ہے ۔ اگر خدانخواستہ کل پاکستان کی باری آتی ہے تو ان کی توقع کیا ہوتی ہے کہ اس علاقے کے جتنے بھی مسلم ممالک ہیں، اس دنیا کے جتنے بھی peace loving ممالک ہیں ان کا رویہ کیا ہونا چاہیے۔ I will not go long into it. I would thank you Mr. Chairman, for giving me a chance to speak. Thank you very much.

Mr. Chairman: Thank you. Mr. Justice (Retd.) Abdur Razzaq Thahim:

جناب جسٹس (ریٹائرڈ) عبدالرزاق تھہیم: بسم اللہ الرحمان الرحیم ، جناب چیئرمین! پہلے تو میں اپنی خوشی کا اظہار کروں گا کہ حکومتی اور اپوزیشن ارکان اس اہم معاملے پر

ساتھ مل کر اچھے ماحول میں بحث کر رہے ہیں ۔ دوسری بات یہ ہے کہ اجلاس صرف دو دن کے لئے چلنا تھا اور ہم آپ کے شکرگزار بھی ہیں کہ آپ نے اس کو extend کیا اور سب کو chance دینے کا وعدہ کیا کہ ہر ایک ممبر اس معاملے پر بولے۔

جناب والا! ابھی سوال ہے عراق کے عوام پر ظلم کا۔ اس میں کوئی دوسرا opinion ہے ہی نہیں۔ اس وقت بھی دنیا کے زیادہ تر ممالک سوائے پچاس کے، جو امریکہ سے واسطہ رکھتے ہیں یا حمایت کرتے ہیں اس جنگ کے خلاف ہیں ۔ 185 ممالک میں سے 135 ممالک اس جنگ کو appreciate نہیں کرتے ۔ یہ خوشی کی بات ہے کہ امریکہ کو unanimous support نہیں ملی ، نہ مل رہی ہے ۔ عراق کی درد بھری کہانی ہے ۔ آنسو بہتے ہیں دل روتا ہے عراق کے عوام کے لئے ۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے ۔ عراق وہ سرزمین ہے جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے ۔ حضرت آدم علیہ السلام اور دوسرے نبی ، بزرگ ، شہداء آرام فرما رہے ہیں ۔ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی ، میں آپ کے سامنے زیادہ ہسٹری میں نہیں جاؤں گا ۔ 1258 میں ہلاکو نے عراق پر حملہ کیا ، بغداد میں اتنے ظلم ہوئے ، قتل ہوئے کہ خون کی ندیاں بہنے لگیں ۔ اس کے بعد بہت سے اور بھی آئے ۔ 1917 میں برٹش نے کنٹرول سنبھالا۔

(اذان مغرب کی آواز سنائی دی)

Mr. Chairman: The House is adjourned for *Maghrib* Prayers for twenty minutes to meet again at 10 minutes to seven.

[The House re-assembled after *Maghrib* Prayers with Mr. Deputy Chairman (Mr. Khalil ur Rehman.) in the Chair].

Mr. Deputy Chairman: I think, before we resume the debate, I

have a submission for the House. As a rule normally, in an adjournment motion a speaker speaks for 10 minutes. A mover speaks for 30 minutes, minister concerned speaks for 30 minutes and the Prime Minister speaks for 30 minutes. Notwithstanding this rule, the mover of the motion has a priority of speech. Now, this Chair has been quite liberal on this occasion because this House has been silent for a long time and we wanted to reverberate this House. We seem to have achieved it, the House is echoing and it is in the groove. It is my request that we may now stick to some kind of time-frame because we have almost 50 speakers and if even we take 10 minutes each, then we would need 500 minutes. I only request the speakers to stay within the time-limit as much as possible. Yes, Mr. Abdul Razzaq Thahim.

جسٹس (ریٹائرڈ) عبدالرزاق تھہیم۔ جناب چیئرمین ! پہلے تو میں آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آج آپ پہلی بار سینیٹ کے ایوان کو preside کر رہے ہیں۔ اس کے بعد میں اپنی تقریر شروع کرتا ہوں۔ جناب والا ! میں عراق کی history nutshell میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ وہ سرزمین جہاں خون کی ہولی کھیلی جاتی رہی ہے ۔ آخری episode 1958 میں ہوا جب حشمت خاندان کے آخری بادشاہ king Faisal کو بے دردی سے بغداد کے شہر میں مارا گیا، کس نے مارا؟ یہ سوال ہم نہیں کرتے ۔ آج ہم یہاں اس لئے ہیں کہ عراق کے عوام کے ساتھ ہمدردی کریں کیونکہ ان پر ظلم ہو رہے ہیں۔

جناب والا ! صدام کی بات آتی ہے تو میں مؤدبانہ عرض کروں گا کہ عراق کے عوام پر جو ظلم ہو رہے ہیں ان کے لئے صرف ایک آدمی ذمہ دار ہے ۔ اسی نے 1979 میں حکومت پر قبضہ کر لیا ۔ ایک دم ایران پر حملہ کیا ، آٹھ سال لڑائی ایران سے چلی۔ دس لاکھ آدمی مارے گئے ، کیا وہ مسلمان نہیں تھے؟ کیا وہ ایرانی عوام یا عراقی عوام نہیں تھے ؟ اس کی کیا

justification ہے ؟ وہ آٹھ سال پورے ہوتے ہیں تو جناب! پھر کُردوں پر ظلم شروع ہوتا ہے - پندرہ ہزار کُرد مارے گئے ، کیا وہ مسلمان نہیں تھے ؟ کیا صدام justified تھا کہ اپنے آدمیوں کو مروا دے ؟ جناب والا ! پھر 1990 آتا ہے، کویت پر حملہ ہوتا ہے - کیا کویت والے مسلمان نہیں تھے ؟ میں 1990 میں یو این او میں پاکستان کا delegate تھا تو وہاں جو دوسرے ممالک کے delegates تھے وہ ہمیں کہہ رہے تھے کہ یہ امریکہ کا ایجنٹ ہے اور مسلم امہ کو ختم کرنا چاہتا ہے ، اسی لئے اس نے کویت پر حملہ شروع کیا ہے۔ کویت پر حملہ کرنے کی بجائے اسرائیل پر حملہ کیوں نہیں کرتا ؟ اگر یہ مسلمان ہوتا - یہ ساری conspiracy صدام صاحب کی ہے - جب جنگ میں کویت مجبور ہوا، سعودی عرب پر اس کی آنکھیں لگی ہوئی تھیں تو امریکہ کو invite کیا گیا - کہاں تھا امریکہ 1990 میں، پھر وہاں پر اڑھائی لاکھ آدمی مارے جاتے ہیں۔ اس کے بعد بھی یہ خاموش نہیں بیٹھتا۔ اقوام متحدہ میں جاتے ہیں، اقوام متحدہ کا کیا role ہے میں اس میں نہیں جاتا مگر 1991 میں یہ sanctions قبول کرتا ہے - عراق کے عوام پر 1991 سے ظلم شروع ہوتا ہے۔ ہم آج کی کیوں بات کرتے ہیں ؟ Sanctions میں تیل بھی عراق کا ، billions of rupees کی دوائیں اور خوراک خرید رہے ہیں - گیارہ سال سے عراقی عوام بڑے صبر اور حوصلے سے ظلم سہہ رہے ہیں۔ یہ نہیں ہے کہ یہ امریکہ کی جنگ کی وجہ سے ہے - گیارہ سال کی تاریخ آپ بھول گئے کہ گیارہ سال میں ان پر کیا گزری ہے ؟ تو اسی لئے میں عرض کر رہا ہوں - ساری conspiracy ہے اور صدام کو میں appreciate نہیں کرتا۔ ہم آج جو ملے ہیں ، discussion ہو رہی ہے ، سارے پاکستان میں یہ ہو رہی ہے ، یہ عراق کے عوام پر ظلم اور خونریزی کے اوپر ہو رہی ہے - یہ ساری باتیں ہسٹری کی ہیں۔ آج یہ دیکھنا ہے ، ابھی ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ یو این کا رول یہ تھا کہ resolution pass نہیں ہوا۔ بھئی پاس تو نہیں ہوا مگر condemn بھی تو نہیں کیا گیا۔ War کو condemn تو نہیں کیا۔ یہ سارے حالات ایسے ہیں کہ ہم عراق کے عوام کے ساتھ ہیں ، کسی حکمران کے ساتھ نہیں ہیں۔ عوام میں مسلمان بھی ہیں ، کرسچین بھی ہیں۔ صدام کا اے ڈی سی طارق عزیز کرسچین ہے - اسی لئے میں جو عرض کر رہا ہوں کہ مسلمانوں کے down fall --- سارے کویت کے پیسے ہیں۔

ابھی کویت میں بھی بمباری ہو رہی ہے یہ بھی صدام کر رہا ہے ۔ اسی لئے عرض یہ ہے کہ ہماری یکجہتی اپنے عراقی عوام سے ہے اور ہونی چاہیے ' خون کے آنسو بہہ رہے ہیں ' خدا خیر کرے۔ حکومت کیا ہوتی ہے، نہیں ہوتی ہے ' ان کا اپنا internal معاملہ ہے ' ہمیں اس میں جانے کی ضرورت نہیں ہے ۔

جناب والا! میں کسی لمبی تقریر میں نہیں جانا چاہتا کیونکہ آپ نے پابندی عائد کردی جب میری تقریر شروع ہوئی ' میں اس کا احترام کروں گا۔ پاکستان گورنمنٹ کی تین باتیں میں appreciate کرتا ہوں ۔ایک تو اس جنگ کو appreciate نہیں کیا۔ .U.N میں فیصلہ کیا گیا کہ ہم ووٹ نہیں دیں گے' وہ ووٹ ہوا نہیں مگر فیصلہ تو ہمارا یہ تھا کہ جنگ کو سپورٹ نہیں کر رہے ۔ دوسری بات یہ ہے کہ آج کے اخبار میں جو صبح ہم پڑھ رہے تھے کہ پچاس ملک امریکہ کے ساتھ ہیں جو اس جنگ میں امریکہ کو سپورٹ کر رہے ہیں ۔ ہمارا ملک سپورٹ نہیں کر رہا۔ ہمارا ملک ان ملکوں میں سے ہے جو جنگ کی سپورٹ نہیں کرتا ۔ تیسری بات یہ ہے کہ وزیر اعظم صاحب نے کل بیان دیا ہے کہ ہم یہاں سے aid عراق کو بھیجنے والے ہیں یہ بھی اچھی بات ہے ۔ ہم جو کر سکتے ہیں اپنے وسائل سے ' اپنی limitations جو ہماری فارن پالیسی کی ہیں اورجو ہمارا آج کا موضوع نہیں ہے ' اس لحاظ سے ہمارا رول اچھا رہا ہے اور یہاں بھی unanimous موقف یہ ہے کہ ہم اس بات کو appreciate نہیں کرتے ، گورنمنٹ نہیں کرتی ہے ' عوام نہیں کرتی اور ہم ان کے ساتھ یکجہتی میں ہیں ۔ خدا کرے عراق کے عوام پرظلم کی داستان کم ہو جائے ۔ چونکہ میرے دوستوں نے بہت کچھ کہا ہے اور میں اس سے زیادہ نہیں کہنا چاہتا مگر یہ عرض کروں گا کہ ہم اس war کو اچھا نہیں سمجھتے ' deplore کر رہے ہیں ۔ جو شہید ہوئے ہیں ان کے لئے دعا کرتے ہیں۔ خدا کرے کہ آئندہ بھی خیر ہو ۔ اس کے ساتھ میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ مجھے ٹائم دیا شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جناب پروفیسر ساجد میر صاحب --- نہیں ہیں ۔ امان اللہ کنرانی صاحب ،نہیں ہیں۔ نثار میمن صاحب۔

جناب نثار احمد میمن: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

Before I strart my presentation on the subject may I request on the point of order that we offer *Fateha* for the *Shohada* of Iraq.

(اس موقع پر شہداء عراق کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی)

Mr. Nisar Ahmad Memon: Mr. Chairman, 20th of March will be known as the darkest day in the annals of history of the human kind. I believe that the catastrophe was a human catastrophe, perhaps pointing out and reminding us of the 9/11 tragedy, and I say this because on that day a sovereign nation of Iraq was attacked by a super power and few allies. I think on that day, "might is right" principle has been initiated again. A military action that took place. A number of reasons have been pointed as to what could be the causes of this military action. I would beg to submit that the key reason was the economic reason. And this military action has brought the humanitarian issues and infact as sovereign state its territorial integrity and sovereignty has been affected and there has been the violation and there have been the cases of violation of the fundamental rights of the Iraqis and in a war situation it is further expected that there will be continued violation of the human rights and also this is a war to control the resources of Iraq as well as effecting the change of governance by external means and normally the change of governance is through internal mechanism.

This is also catastrophic and it is also a sad day because of the fact that the UN has been ignored in this particular war. Infact, on occasions like this there should have been a UN mandate and the

Security Council Resolution which was attempted in the beginning but subsequently given up for reasons that we all know.

I think this kind of situation, whereby the super power did not wait for inspectors' report and also chose to go ahead alone. Pakistan believes that United Nations Charter is the one which needs to be followed. We also believe that all the Security Council Resolutions, particularly on Kashmir, must be implemented. And I think that a wrong precedent has been set in this particular case.

While number of aspects of this war can be talked about and I think, my learned colleagues have pointed out, I will choose to speak only on the three aspects. Number one being the economic, number two being the human rights violation and third being the media and also the fall out of this war.

Mr. Chairman, I say, it is an economic reason for war because we see that it is the battle of control as we see in the BBC. They don't talk of the war, they talk of the battle of control. Perhaps the other dimensions of the war will be unfolded by the aggressors later on.

When we talk of the control, what is it? The people who have chosen to violate the sovereignty of a country. It is simply nothing but the resource, which is one single dominant resource, which is the oil resource.

Now, the question is, there are also the issues of the market, there is also the question of whether this oil will be utilized by aggressors after the capture of Baghdad which appears to be the

objective. Whether or not the objective will be achieved and when it will be achieved, it is yet to be seen. But the question is that this kind of economic onslaught that has come in as it is indicated by the press, in the western press, that it is going to benefit three industries.

(i) Petroleum and oil industry,

(ii) Armament industry, and

(iii) Services industry.

We have already seen that in the name of the reconstruction, in the name of restoring the sites which were damaged by the bombing, there are already multinationals, which have walked in to repair those damages. Mr. Chairman, the question is, who is going to pay for all of these actions that have been taken? I think, we all know that only the cost of initiation of war has been spelt on, as US 200 billion dollars to mobilize their efforts for the war.

Now, we see that since it's stretched war, there will be further operational cost and then there will be reconstruction. Perhaps it may go well beyond 500 billion and may even go upto 1000 billion. The question is who is going to pay? There are two ways to pay this, one, it is the US and all the allies, their tax payers, they were to pay for this or the other is the people of Iraq were to pay through the oil. I think, if we look at the history, people of those countries must also remember, they will pay for it, in one form or the other, in terms of taxation in their country. But the other more important is that these Iraqi people, I am talking very clearly of the Iraqi people, not of the Iraq government, because government of

Iraq is under question and my friends have already talked about the leadership of that government. But the fact remains that the Iraqi people will pay for it. We have already seen food for oil and such programmes will be further initiated, which means that this will be utilized by them.

Now, one fears, today when we read in the news papers that there is long supply line because of which advances on Baghdad have been halted for some time, that means the long supply line of oil and other resources will, perhaps, be taken from the poeple of Iraq, which means the oil that may be there, the food that may be there, other services may be there, they may be diverted to the war efforts, which will be again a violation of the Geneva Convention because all of these things, the resources belong to the people of Iraq and not the invading forces.

Now, in terms of the human rights violation, we have already seen and I think a lot has been talked about it. So, I like to be very brief on it. We do recall that in the Gulf war, there has been, very clearly, human rights violation, when some of the dams of Iraq were bombed and destroyed. We also remember that many of the canals, irrigation system was bombed and destroyed, which resulted in lot of diseases and health situation. Now, let me quote this, about the unclassified documents in the Media Monitor Network, by Stephen Governor. He points out to the war crimes of the US in Iraq during the Gulf war, by the way this is a US publication, that points out, "destruction of dams, irrigation canals is considered as violation under Article 54 of Geneva Convention, which"

and I quote "prohibits any country from undermining objects indispensable to survival to another country's civilian population including drinking water, installation supply and irrigation works".

Mr. Chairman, we are afraid of the consequences of the war, the social consequences of the war and particularly in the war one of the crimes is when you dishonour the people of a country. Here, one recalls what happened in Vietnam? What happened to the people in various war zones? What happened to the women of the country? And I am specifically concerned, seriously, about the violation of the honour of the Muslim or the christian women in Iraq, when such a massive onslaught of the war takes place. And this is where we need to be conscious of it Mr. Chairman, and infact, if I were to quote from the International Committee for Red Cross, they call "injury to the human dignity is a grave breach of Geneva Convention".

Mr. Chairman, now I move to the third point I mentioned, the "Media". Media is considered to be free but in this particular case what we have heard the word is, "the media is embedded". Reporting has been done, what they call "embedded reporting" is, when the reporters move alongwith the invading troops. Now, one can imagine when you have an embedded reporting, it cannot be objective. They only can see all of those things which the invading forces would like them to see and therefore, I would call this more "in bed" than "embedded", that is the situation.

Now, we have to see what Europe and America have talked about

the free media. We need today is, Mr. Chairman, a neutral media and that is important because we see in terms of today's reporting, it is more of a obfuscate reporting that is taking place there which means only some of the portions are shown and the bigger picture is lost. So this is what the media today is doing and from the Amnesty International, I quote "Robicca" on 26th, she said, "no double standard be pursued" and one of the honourable member pointed out the double standard but the example I am giving is a different one. This is on the 23rd, Iraq showed US soldiers on media and there was a cry that this is a violation of Geneva Convention. But on the same day thirty detainees were flown from Afghanistan to Guantanamo Bay to increase the people there at 660 and we all know that thereis no access to the Bay and this is at the same time double standard of violating the Geneva Convention, at the same time crying for implementation of it.

What are going to be the fall out of this kind of a war? First I would like to address that all of those industries, the multinational industries who are going to be, I mentioned of the Service Industry, the Oil and of the Armament Industry, they should be conscious of the fact, they can only do business in the country if their lives are secure. But with this kind of a thing we have started invitation to the further terror on those citizens, on those countries which does not make them safe for the business and therefore, they must understand that if they want to do business, it has to be a civilized way of coming into a country, operating in a country, capturing the market but not by occupation.

جناب ڈپٹی چیئرمین، اب wind up کریں please.

Mr. Nisar Ahmad Memon: The other fall out Mr. Chairman, we have seen is in terms of the diplomats leaving, we have seen the fall out that there are a lot of movement going on and people are out there. This kind of a fall out is there butthe most dangerous Mr. Chairman, fall out is when the Pope has come out and said that this is not the clash of civilization. Thank God it happened. But the facts remained there when the muslims are killed, when you have million marches and you have possibility of this taking possibly a religious tint also.

In concluding Mr. Chairman. I would like to talk about the Pakistan's role. Pakistan has supported the Iraqi people inspite of the fact that in 1971, Iraq did not support, infact it opposed Pakistan. Iraq did not support Pakistan in terms when the war was going on. Pakistan was not supported in 1973. I would also like to remind some of my friends here that when the Prime Minister of thiscountry went and talked with Saddam in 1989, Saddam refused to discuss Kashmir. Inspite of this, Pakistan Government has chosen to support the just cause because of the people of Iraq, because of a principled policy that we want to support the just causes by way of moral support, political support and diplomatic support but no material support. And in this case one is delighted that the Government of Pakistan under the leadership of Prime Minister has not at all provided any material support to the United States in their war efforts nor any diplomatic support in the United Nations. Now this is the

situation and here are the positive things about the foreign policy. I think it has been talked about and our foreign policy has been civilization centred. It is regionally centred and in this case I think, one of the achievements is that Prime Minister went to China and renewed the relationship with China and our President has renewed the relationship with Russia which he has established in Almatay last year when he met the Soviet President Putin and went again and has developed the relationship. While this being the case, I would only like to point out our challanges and our focus, in my conclusion.

Mr. Chairman our focus should be to stop the war if we can but as we know this is not one thing that we have under control but then what we have in control is to talk about the humanitarian issues and participate actively in humanitarian work. We should make immediate support to the people of Iraq or inthe reconstruction of Iraq. I think this is where we need to come in. At the sametime one other thing, as Pakistanis, we must combat is the new issue that has been brought about is that Pakistan will be the next. Mr. Chairman who is spreading that Pakistan will be the next. Pakistan is not Iraq. Pakistan has elected democracy. Pakistan is technologically advanced country. Pakistan has"*Al-Hamdo Lila*" neuclear capability. Pakistan has the unity of various federating units. I would certainly say that there is one of the things that we need to do is to combat this kind of propaganda and also support our brothers in Iraq for humanitarian reasons. With these words, I like to thank you, Mr. Chairman

جناب ڈپٹی چیئرمین : پروفیسر ساجد میر صاحب! آپ تیار ہیں؟

پروفیسر ساجد میر : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

Mr. Chairman, I would like to begin by congratulating you on occupying this august Chair in this august House.

جناب! آج صرف مسلمانوں کے نہیں دنیا بھر کے امن، تہذیب اور انصاف چاہنے والے انسانوں کے دل زخمی ہیں کہ امریکہ اور برطانیہ نے تمام بین الاقوامی ضابطوں اور اخلاقی ضابطوں کو نظرانداز کرتے ہوئے اور ان کی دھجیاں اڑاتے ہوئے عراق پر ایک نامنصفانہ اور بے جواز جنگ مسلط کی ہے۔ آج عراقی مسلمانوں پر آگ کی بارش ہو رہی ہے ۔ دجلہ اور فرات ان کے خون سے سرخ ہیں۔ ان کے مکان اور بلڈنگز ملبے کے ڈھیر میں تبدیل کی جا رہی ہیں۔ کربلا والوں پر ایک دفعہ پھر پانی بند ہوچکا ہے۔ ان حالات میں جناب چیئرمین! فیض یاد آتے ہیں تھوڑے سے تصرف کے ساتھ کہ

جا بجا بکھرے ہوئے کوچہ و بازار میں جسم
خاک میں لتھڑے ہوئے خون میں نہلائے ہوئے
جسم نکلے ہوئے "تہذیب" کے تندروں سے
پیپ بہتی ہوئی گلتے ہوئے ناسوروں سے

بڑی بدقسمتی کی بات ہے جناب! کہ صرف انسان نہیں قتل ہوئے، صرف انسان نہیں قتل ہو رہے بلکہ تہذیب قتل ہوئی ہے۔ rule of law قتل ہوا ہے، قانون کی حکمرانی کا قتل عام ہوا ہے۔ ایک دفعہ پھر تہذیب اور امن اور rule of law کے نام نہاد علمبرداروں نے دنیا کو اسی دور میں دھکیل دیا ہے جس کے بارے میں کہا گیا کہ

جس کی لاٹھی اس کی بھینس
جس کا چابک اس کا رخش
سب سے اوپر مولا ہے
اس کے اوپر مولا بخش

ان مشکل حالات میں جناب چیئرمین! اگر ہم عراق کے بہادر عوام کو خراج تحسین پیش نہ کریں تو ناانصافی ہوگی۔ آمریت ہمیں پسند نہیں لیکن ظلم و زیادتی کے مقابلے میں مضبوط موقف یقیناً پسند ہے۔ یہاں بہت سی تقریریں ہوئیں لوگوں نے بڑی اچھی اچھی باتیں کہیں۔ ہمارے محترم دوست جناب بابر خان غوری نے بھی اپنی تقریر پر بڑی داد سمیٹی اور مجھے بڑی خوشی ہوئی ان کے داد سمیٹنے پر، مگر غوری ہونے کے باوجود شاید انہوں نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ ہمیں صدام کی وردی پسند نہیں۔ یہ بات نہیں جیسے انہوں نے فرمایا کہ ہمیں جنرل پرویز مشرف کی وردی ناپسند ہے اور صدام کی وردی پسند ہے۔ بات یہ ہے جناب! کہ ہمیں وردی اس وقت تک پسند ہے اور بہت پسند ہے جب تک وہ میدان جنگ میں پہنی جائے یا فوجی بیرک میں پہنی جائے۔ اپوزیشن کا موقف اس سلسلے میں بڑا logical اور consistent ہے۔ ہم نہ امریکہ کی دھونس اور دھاندلی کو تسلیم کرتے ہیں اور نہ جرنیل حضرات کی دھونس اور دھاندلی کو تسلیم کرتے ہیں۔ امریکہ اگر عراق پر چڑھ دوڑا ہے تو یہ بین الاقوامی ضابطوں کی نفی ہے جیسے میں نے گزارش کی۔ اور اگر یہاں جمہوریت کو بار بار دھکا دیا جاتا ہے اور ایل ایف او کو آئین کا حصہ بنانے پر اصرار کیا جاتا ہے تو وہ بھی دھونس اور دھاندلی ہے اور یہ بھی زبردستی ہے۔ وہ بین الاقوامی ضابطوں کی نفی ہے، یہ ملکی ضابطوں کی نفی ہے۔

میں گزارش یہ کر رہا تھا جناب چیئرمین! کہ آج امریکہ اور برطانیہ اور ان کے حواریوں کے چہروں سے نقاب اتر گیا ہے اور ان کی انسانیت دوستی، انسانی حقوق کا ترانہ اور جمہوریت کی باتیں بالکل غلط ثابت ہوئی ہیں۔ یہ بے جواز جنگ ہے۔ انہوں نے بہت سی باتیں کیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہا کہ ہم نے جنگ اس لئے مسلط کی کہ ہم عراق کو تباہی کے ہتھیاروں سے پاک کرنا چاہتے ہیں and the irony is, sir that they are trying to flush WMDs from Iraq by subjecting the population of Iraq to their own WMDs. اور یہ بھی ہمیں معلوم ہوا ہے کہ امریکہ کے پاس اور برطانیہ کے پاس اور ان سب ملکوں کے پاس نہ صرف یہ کہ تباہی کے ہتھیار ہیں بلکہ وہ انہیں استعمال بھی کر چکے ہیں۔ امریکہ واحد ملک ہے جس نے ایٹمی ہتھیاروں کا استعمال کیا، جس نے افغانستان میں ڈیزی کٹر اور

دوسرے تباہ کن ہتھیاروں کا استعمال کیا اور کسی ایک جگہ نہیں، یہی کہانی ویت نام میں دہرائی گئی، یہی کہانی دوسرے ملکوں میں دہرائی گئی۔ ان حالات میں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ آج امریکہ اپنے انہی اعمال و افعال کی وجہ سے انسانیت کا سب سے بڑا دشمن اور دہشت گرد ثابت ہو چکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ساری دنیا کی رائے عامہ مظاہروں کی شکل میں اس کے خلاف نکلی ہوئی ہے۔ یہ جنگ کیوں کی جا رہی ہے؟ دوستوں نے کہا اور درست کہا کہ تیل کے لئے، اسرائیل کی حفاظت کے لئے اور greater Israel کے لئے اور مستقبل بعید میں جو خطرات اسرائیل کو پیش آ سکتے ہیں ان کے تدارک کے لئے۔ میرے خیال میں ان کا ایک پہلو اور بھی ہے کہ یہ امریکہ کی طاقت کی دھاک بٹھانے کے لئے کی جارہی ہے تاکہ وہ صورت حال پیدا ہو جائے کہ

چلی ہے رسم کہ کوئی نہ سر اٹھا کے چلے

اور اس کے علاوہ جناب! میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ یہ جنگ صرف امریکہ اور عراق کی جنگ نہیں بلکہ ڈالر اور یورو کی جنگ ہے۔ صدام کی سب سے بڑی غلطی یہ نہیں کہ اس نے اپنے عوام پر ظلم کیا، صدام کی سب سے بڑی غلطی یہ نہیں کہ اس نے کچھ ہتھیار جمع کئے بلکہ صدام کی سب سے بڑی غلطی یہ ہے امریکہ کے نزدیک کہ آج سے تقریباً دو برس پہلے وہ ڈالر کی بجائے یورو کے ساتھ منسلک ہوا۔ اس نے عراق کو یورو کے ساتھ منسلک کیا اور کم از کم دس بلین کے اثاثے اس نے ڈالر سے یورو میں تبدیل کئے اور خطرہ یہ پیدا ہوا کہ اوپیک کے باقی ممالک اس کی تقلید کریں گے اور آہستہ آہستہ یورو کی طرف منتقل ہوں گے۔ اس لیے امریکہ کے نزدیک یہ ضروری ہو گیا کہ یورو کی طرف اس رجوع کو روکنے کے لئے عراق پر جنگ مسلط کرے۔

لیکن اس جنگ کے بارے میں جو توقعات اور جو اندازے تھے امریکہ جیسی سپر پاور کے وہ پورے نہیں ہوئے۔ میں تو یہ کہوں گا جناب! کہ امریکہ کو یہ جنگ مسلط کرنے اور اس میں تباہ کن ہتھیار استعمال کرنے کی وجہ سے اور پھر ناکامی حاصل کرنے کی وجہ سے بھی، ان تینوں counts پر ایک سپر پاور ہوتے ہوئے شرم محسوس کرنی چاہیے۔ توقعات اور اندازے یہ تھے کہ صدام کے خلاف فوج کی طرف سے یا شہریوں کی طرف سے uprising ہو گی، بغاوت ہو گی، بے چینی وسیع پیمانے پر پھیلے گی۔ اور اس سے بھی پہلے یہ توقع تھی کہ صدام اور اس

کے ساتھیوں کو ہم ایک ہی وار میں ختم کر دیں گے۔ عراق میں قیادت کا بحران پیدا ہو گا اور ہمارے لئے walk over بالکل آسان بن جائے گا ۔لیکن ان توقعات میں سے کوئی ایک بھی پوری نہیں ہوئی اور اس جنگ میں بہت سی شکستیں امریکہ کے مقدر میں آئیں اور انشاء اللہ مزید بھی آئیں گی۔ سب سے پہلے تو جناب! اخلاقی شکست تھی کہ پوری دنیا یورپ کے اہم ممالک سمیت ، فرانس اور جرمنی سمیت، چین اور روس سمیت سب نے اس کی پالیسی کی مختلف انداز میں مذمت اور مخالفت کی۔ اخلاقی طور پر دنیا میں دو تین ملکوں کو چھوڑ کر جو اس کے طفیلی ہیں، اور امریکہ کے ساتھ کوئی بھی نہیں۔ سب سے پہلے تو یہ شکست ہوئی۔ پھر جنگ سے پہلے جو war of nerves ہوتی ہے اس میں بھی شکست امریکہ کا مقدر بنی۔ اس نے بہترین اور مہلک ترین اسلحہ جمع کیا، افواج جمع کیں اور جنگ کے بغیر صدام کو ڈرانے اور بھگانے کی کوشش کی۔ لیکن اس نے اپنے اعصاب پر قابو رکھا اور وہ قائم رہا اور شاید زبان حال سے اس نے کہا ہو گا کہ

کچھ سمجھ کر ہی ہوا ہوں موجِ دریا کا حریف

ورنہ میں بھی جانتا ہوں عافیت ساحل میں ہے

جناب چیئرمین ! اس میں اچھی بات ہوئی کہ صدام صاحب اردو نہیں جانتے۔ اگر وہ اردو جانتے اور ہمارے جنرل صاحب کا نعرہ سن لیتے کہ سب سے پہلے پاکستان تو وہ بھی زبان سے کہہ دیتے سب سے پہلے عراق اور عملاً سپر انداز ہو جاتے اور ایک ہی دھمکی میں ڈھیر ہو جاتے۔

آخر میں جناب میں موجودہ حکومت کی عراق پالیسی کے بارے میں دو ایک باتیں کروں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ذرا short کر دیں۔

پروفیسر ساجد میر: میں بس کر رہا ہوں جناب۔ بڑی اس کی تعریف ہوئی کچھ دوستوں کی طرف سے اور انہیں کرنی چاہیے تھی۔ ان میں مجھے سب سے زیادہ تقریر اپنے دوست مشاہد حسین صاحب کی پسند آئی ایک خاص حوالے سے اور وہ خاص حوالہ یہ تھا کہ انہوں نے اپنی تقریر میں بڑے انصاف سے کام لیا اور انصاف اس طرح کیا کہ جس طرح کی وہ تعریف میاں نواز شریف اور سرتاج عزیز صاحب کی کرتے تھے بالکل اسی طرح کی تعریف انہوں نے جناب ظفر

اللہ جمالی صاحب اور خورشید محمود قصوری صاحب کی کی۔ جناب! پالیسی کی بات ۔ ابھی نثار میمن صاحب بھی خراج تحسین پیش کر رہے تھے ۔ ان کا حق ہے لیکن میں گزارش کروں گا کہ یہ گومگو کی پالیسی ہے، مقفار زیر پر رکھنے کی پالیسی ہے۔ جناب! میں اس کا ثبوت پیش کرتا ہوں۔ ابھی تک وزیر اعظم سمیت ہمارے کسی ذمہ دار کو یہ توفیق نہیں ہوئی کہ وہ اس جنگ کو جنگ کہہ سکیں، انہوں نے اسے military action کہا Euphemism میں چھپانے کی کوشش کی اور اس کی مذمت نہیں کی ۔ افسوس کا اظہار کیا کہ انسانی جانیں اور مسلمانوں کی جانیں ضائع ہو رہی ہیں۔ ہمیں کھل کر یہ کہنا ہو گا کہ یہ aggression ہے، یہ جارحیت ہے، یہ ناروا جنگ ہے، اس کا کوئی جواز نہیں ہے اور اس سلسلے میں ہمیں کہنا ہو گا کہ ہم اس جنگ پر امریکہ کی مذمت کرتے ہیں اور اس کے خلاف ہیں کہ اس نے انسانیت پر ، تہذیب پر یہ جنگ مسلط کی ہے۔ جناب! اگر اس نازک اور حساس موقع پر ہم نے ، مسلمان ملکوں سمیت اور دنیا کے باقی لوگوں نے، مسلمانوں نے اپنا فرض ادا نہ کیا اور مل کر جارح کو جارحیت سے روکنے کی کوشش نہ کی تو Mr. Chairman, let us be prepared to bury peace and civilization forever. Thank you very much.

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ پ!روفیسر صاحب۔ امان اللہ کنرانی صاحب! آپ کی باری تو miss ہوگئی تھی لیکن ہم آپ کو بولنے دیتے ہیں۔

جناب امان اللہ کنرانی: جناب چیئرمین! سب سے پہلے آج اس اجلاس کے چیئرمین کی حیثیت سے اور آپ کے ڈپٹی چیئرمین ہونے کی حیثیت سے انتخاب کو میں congratulate کرتا ہوں اور آپ کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد دیتا ہوں۔ میں افسوس کا بھی اظہار کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے تقریر کرنے کی اجازت دی مگر میں اپوزیشن کی سب کمیٹی کے اجلاس کی وجہ سے پہنچ نہیں پایا۔ اس کے لئے میں دوبارہ معذرت خواہ ہوں۔

جناب چیئرمین! آج اس ایوان بالا کا بہت بڑا privilege ہے اور prerogative ہے کہ ایک International Issue پر ہم بڑی پرمغز تقریریں سن رہے ہیں اور بہت اچھی تجاویز، بہت دھواں دار تقریریں سن رہے ہیں۔ مگر ساتھ ہی مجھے اس پر افسوس بھی ہوتا ہے اور دکھ

بھی ہے اور میں اپنی جانب سے اور اپنی پارٹی جمہوری وطن پارٹی کی جانب سے بھی اس افسوس کو اس قوم کے سامنے اپنی شرمندگی کے ساتھ پیش کرتا ہوں۔ پاکستانی قوم کی حیثیت سے، مسلمان ہونے کی حیثیت سے یا انسانیت کے حوالے سے یا پارلیمنٹ کے حوالے سے ہم جو آج بحث کر رہے ہیں یہ بہت ہی بعد از وقت ہے، بہت ہی زیادہ بعد از وقت ہے۔ یہ افسوسناک امر ہمیں سوچ لینا چاہیے۔ یہ آج کا دن ہمیں اپنے انجام کی طرف لے جاتا ہے۔ خدانخواستہ کل پاکستان کے ساتھ کہیں سے کچھ ہوا، ضروری نہیں ہے کہ باری امریکہ کی طرف سے لگے، ضروری نہیں ہے کہ باری کہیں انڈیا کی طرف سے لگے، کسی بھی حوالے سے، کسی بھی مصیبت میں، کسی بھی پریشانی میں یہ قوم مبتلا ہو تو آپ یہ اندازہ لگائیں، اس وقت یہ سراسیمگی ہو، اس وقت یہ دنیا جمود کا شکار ہو، اس وقت یہ دنیا مایوسی کا شکار ہو، اس وقت دنیا اس تذبذب کا شکار ہو جس میں ہماری قوم مبتلا ہے، جس میں پاکستانی حکمران مبتلا ہیں، جس میں ہمارے لولے، لنگڑے وزراء صاحبان مبتلا ہیں جو اس ملک کی خاطر، مستقبل کی خاطر کسی مذمت کے لئے بھی تیار نہیں ہوتے۔ جناب چیئرمین! میں آپ کے توسط سے عرض کروں گا کہ اگر دوستی کا معیار دوستی کی بنیاد پر ہے تو ہمیں اس پر خوشی ہو گی کہ ہمیشہ اس سے تعاون کیا جائے جو آپ کا دوست رہا ہو۔ اگر یہ پالیسی رہے، اس کو ہم appreciate کرتے ہیں، ہم اس کا خیر مقدم کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین! ہمیں افسوس اس وقت ہوتا ہے، جب ہم بات کسی کے خلاف کر تے ہیں اور دشمن ہم عراق کو سمجھتے ہیں۔ بد قسمتی یہ ہے کہ ہمارا حافظہ بہت ہی کمزور ہے، ہم بہت جلد باتیں بھول جاتے ہیں جس برطانوی سامراج نے ہمیں غلام بنا کر رکھا تھا، جس نے ہمیں زیر تسلط کر رکھا تھا، جس نے ہماری ماؤں، بہنوں، بیٹیوں کے ساتھ زیادتیاں کی تھیں، جس کے خلاف آپ نے علم بغاوت بلند کیا، جس وجہ سے آپ نے آزادی حاصل کی، آج اس سامراج کے مقابلے میں، اس عراق کو آپ کہتے ہیں کہ وہ آپ کا دوست نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ برطانیہ آپ کا کب دوست تھا؟ یہ امریکہ آپ کا کب دوست تھا؟ 1971 میں اس کا بحری بیڑا آپ کا ملک ٹوٹنے تک نہیں پہنچ سکا۔ اس USA کے مقابلے میں، اس برطانیہ کے مقابلے میں، آج آپ عراق کو سمجھتے ہیں کہ وہ آپ کا دوست نہیں ہے۔ جناب عالی! اگر آپ کا معیار یہی ہے۔ تو

میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ ایک aggression پہلے بھی ہوئی ہے، ایک aggression افغانستان کے اوپر ہوئی۔ اس کی مذمت کی گئی، اس کی مذمت حکمرانوں نے بھی کی، اس کی مذمت عربوں نے بھی کی، اس کے لئے پیسہ ڈالروں میں بھی آیا، اس کے لئے پیسہ ریال میں بھی آیا، اس کے لئے اسامہ بھی پیدا ہوئے، اس کے لئے صدام بھی پیدا ہوئے۔ بدقسمتی یہ ہے کہ اس aggression کےبعد، آج جب دوسری aggression ہوتی ہے تو ہماری سب زبانیں بند ہیں اور ہمارا وہ معیار، ہمارا aggression کے خلاف وہ جذبہ، ہمارے لئے وہ ریال وہ ڈالر آنے کیوں بند ہو گئے؟ وجہ یہ ہے کہ ہماری خودمختاری، ہماری آزادی، ہماری sovereignty ہمارے اپنے ہاتھ میں نہیں ہے۔ اس وقت بھی ہماری آزادی، ہماری sovereignty ہماری باگ ڈور امریکہ کے ہاتھ میں تھی۔ آج یہ ثابت ہو چکا ہے، آج بھی ہماری باگ ڈور امریکہ کے ہاتھ میں ہے۔ اس لئے امریکہ کی خواہش تھی کہ ہم اس aggression کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں، جہاد کریں، شہید ہو جائیں اور آج جب امریکہ کی خواہش ہے کہ آپ میرے خلاف کچھ نہ بولیں تو آپ کی اور ہم سب کی زبانیں گونگی ہیں۔ Principles وہی ہیں، اصول وہی ہیں مگر ہمارے رویے بدل گئے ہیں۔ میں ان رویوں کی مذمت کرتا ہوں۔ اپنی طرف سے، جمہوری وطن پارٹی کی طرف سے دنیا کے سامنے بتانا چاہتا ہوں کہ یہ رویے حکمرانوں کے تو ہو سکتے ہیں اس قوم کے رویے نہیں ہیں۔ قوم کا رویہ پہلے بھی وہی تھا کہ جو جارح ہو گا اس کی ہم مذمت کریں گے، چاہے روس کی شکل میں ہو، چاہے امریکہ کی شکل میں ہو، چاہے ہندوستان کی شکل میں ہو۔ ہمیں کسی سے کوئی ہمدردی نہیں ہے، ہمیں کسی سے کوئی نفرت نہیں ہے۔ ہمیں محبت ہے تو اپنی سرزمین کے ساتھ ہے۔ وہ سرزمین چاہے بلوچستان کی شکل میں ہو، چاہے پاکستان کی شکل میں ہو۔ اگر پاکستان بلوچستان کو اپنا وطن سمجھے گا تو ہم بھی اس کو اپنا وطن سمجھیں گے۔ جب یہاں پر امتیازی سلوک ہوگا، جب یہاں پر ہماری sovereignty محفوظ نہیں ہوگی تو یقین کیجئے اس ملک کو ٹوٹنے سے، اس ملک کو عراق بننے سے، اس کی باری کو آنے سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ اگلی باری سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ آپ اپنی وفاقی اکائیوں کو، اپنی قوم کو مطمئن کیجئے، اسی پالیسی پر چلیئے جو پالیسی یہ قوم دینا چاہتی ہے۔ وہ پالیسی جو چند لوگ دینا چاہتے ہیں، ان کی پالیسی یہ قوم بھی دیکھ چکی ہے۔ 1971ء میں ایک فوجی آمر نے آپ کو یہ

پالیسی دی کہ آپ لڑائی کریں، اپنے بھائیوں یعنی مشرقی پاکستان کے لوگوں کو دبائیں، گولیاں چلائیں، ان کو ماریں۔ اس کے نتیجے میں آپ نے دیکھا کہ اس ملک کو آپ نہیں بچا سکے۔ یہ فوج مشرقی پاکستان کو نہیں بچاسکی۔

جناب چیئرمین! یہاں سیاچن کے مسئلے پر ایشو کھڑا ہوا۔ فوج کی حکومت تھی۔ اس وقت بھی آپ کی فوج آپ کے ملک کو نہیں بچا سکی اور میں کہتا ہوں کہ اگر آج بھی ہماری یہ پالیسی رہی کہ ہم نے پہلے پاکستان کا نعرہ لگا کر قوم کو خاموش کرنے کی کوشش کی، ان کے جذبات کو دبانے کی کوشش کی تو مجھے ڈر لگتا ہے کہ یہ وہی سازش ہے جس طرح 1971ء میں پاکستان کو توڑا گیا، جس طرح سیاچن کو آپ سے الگ کیا گیا۔ آئندہ یہ حکمران اس پاکستان کی sovereignty کو بھی ختم کر کے رہیں گے کیونکہ یہاں پر آج ایک فوجی حکمران ہے۔ کیونکہ یہاں پر آج فوجی حکومت ہے اور ہمیشہ پاکستان کی سالمیت کو فوجی حکمرانوں کے دور میں خطرہ پیش آیا ہے۔ ہمیشہ یہ پاکستان فوج کے دور میں ٹوٹا ہے۔

(اس موقع پر چوہدری محمد انور بھنڈر نے کرسی صدارت سنبھالی)

جناب امان اللہ کنرانی: جناب چیئرمین! آج بھی پاکستان اپنی سلامتی، اپنے تحفظ کے لئے چیخ رہا ہے، اپنے تحفظ کی خاطر پریشان ہے اور ساری قوم پریشان ہے کہ آیا یہ پاکستان عراق کے بعد محفوظ بھی رہے گا کہ نہیں۔ یہی آج قوم کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ آج اس قوم کو اس حوالے سے اٹھنا چاہیئے کہ اپنے لئے اس sovereignty کو، اپنے لئے اس خودمختاری کو پسند کرتے ہیں یا اس فوجی حکمران کی حکمرانی کو تسلیم کرتے ہیں جس کے نتیجے میں پاکستان ہمیشہ ٹوٹا ہے۔

آج ہم بات کرتے ہیں عراق کی سالمیت کی۔ بدقسمتی یہ ہے کہ جس پارلیمنٹ میں ہم لوگ بیٹھے ہیں آج یہ پارلیمنٹ sovereign نہیں ہے۔ آج پارلیمنٹ میں آئین ہے، جمہوریت کا نام لیا جاتا ہے، مگر اس آئین اور پارلیمنٹ کے اوپر بیس گریڈ کا ملازم حکمران ہے۔ اس کو بدقسمتی سے صدر کا نام دیا جاتا ہے۔ بطور جنرل، ہمیں جنرل مشرف سے کوئی پرخاش نہیں ہے۔ بطور جنرل وہ ہمارے ملک کے جنرل ہیں۔ تنخواہ ایک نہیں دس گنا لیں کیونکہ وہ سرحدوں کی

حفاظت کرنے والے ہیں، اپنی جان دینے والے ہیں۔ ان کی تنخواہوں پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے ۔ ان کی مراعات پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے ۔ بطور فوجی، جنگ لڑنے کے لئے جس قسم کی ان کو سہولتیں چاہییں، ہمیں ان پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ مگر ہمیں اعتراض ہے تو اس آئین کا احترام نہ کرنے پر ہے ۔ وہ آئین کو اپنے بوٹوں تلے دبا رہا ہے ۔ ان کا یہی رویہ رہا اور قوم کا یہی رویہ رہا، اس حکمران کو برداشت کیا گیا تو اس پاکستان کو بھی عراق بننے سے کوئی نہیں بچا سکے گا۔

جناب والا! آپ کے توسط سے، اس قوم سے، اس پارلیمنٹ کے توسط سے ہماری گزارش ہے کہ آپ ان double standards کو نہ دیکھیں۔ ایک طرف جب بات کی جاتی ہے کہ آپ اسلام کے حوالے سے اس کو condemn کریں، یہ بات کہی جاتی ہے کہ مسلمان کی حیثیت سے اس کو condemn کریں۔ میں سلام پیش کرتا ہوں فرانس کو، یورپ کو، جنہوں نے پشاور میں ہونے والے ملین مارچ سے، کوئٹہ میں ہونے والے ملین مارچ سے کئی گنا بڑے ملین مارچ لندن میں کئے، کئی گنا بڑے ملین مارچ فرانس میں ہوئے، کئی گنا بڑے ملین مارچ جرمنی میں ہوئے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم پاکستانیوں سے زیادہ، بدقسمتی سے، میں معذرت خواہ ہوں علماء سے، ان علماء سے زیادہ جرمنی اور فرانس کے لوگوں کے، برطانوی لوگوں کے جذبات سب سے پہلے بھڑکے ہیں۔ انہوں نے سب سے پہلے آواز اٹھائی ہے ۔

جناب والا! ہمیں اس کو اسلام اور کفر کی جنگ قرار نہیں دینا چاہیے۔ یہ بھی ایک سامراجی سازش ہے کہ ہم ہر مسئلے میں اسلام کو درمیان میں لاتے ہیں ۔ قطعاً ایسا نہیں ہے۔ اگر یہ جنگ اسلام اور کفر کی ہے تو اس وقت سعودی عرب، جو ہمارا سب سے معتبر مقام ہے، جہاں پر مقدس مقامات ہیں، آج میزائلوں کی بارش عراق پر سعودی عرب سے بھی ہو رہی ہے ۔ ان میزائلوں کی بارش کویت سے بھی ہو رہی ہے، ان میزائلوں کی بارش قطر سے بھی ہو رہی ہے ۔ اس لئے ہم یہ اسلام اور کفر کا الزام اس جنگ کو نہیں دے سکتے ۔ آج اس میں آپ کے مسلمان بھی شامل ہیں ۔ اس لئے میں کہتا ہوں اس کو انسانیت کی جنگ قرار دینا چاہیے ۔ یہ انسانیت کے خلاف جنگ ہے۔ یہ عراق کے خلاف جنگ ہے، مسلمانوں کے خلاف جنگ نہیں ہے۔ اس بھیڑیے کی جنگ ہے، اس سامراج کی جنگ ہے، اس سامراجی تسلط کی جنگ ہے جو آپ کے ملک کو، آپ کے مسلمان ملکوں کو تیل کی دولت کو فتح کر کے

اپنی پرانی سامراجی ذہنیت کو تسلی دینا چاہتا ہے۔ [***]

آج پاکستان کی آزادی بھی محفوظ ہو سکتی ہے۔ اگر آپ نے ان کو چیلنج نہیں کیا، جتنا ان کے سامنے دبیں گے، آپ اسی طرح کی سازشوں کا شکار ہوں گے۔ اسی طرح پاکستان غیر محفوظ ہو گا۔ جس طرح عراق دو مرتبہ غلامی قبول کر کے، نو سال تک اسلامی ملک کے خلاف جنگ کر کے، کویت کے اوپر حملہ کر کے بھی اس کی دوستی کو حاصل نہیں کر سکا تو آپ کا یہ جھکنا، یہ دبنا بھی اس پاکستان کو امریکہ کی دوستی کے قابل نہیں بنا سکے گا۔ جتنی خدمت امریکہ کی صدام نے کی ہے اس سے زیادہ خدمت کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اس لئے اس خوش فہمی میں نہ رہیں کہ آپ کے صرف deplore کہنے سے امریکہ خوش ہو جائے گا۔ انہوں نے تو اپنے مسلمانوں کو، کردوں کو مارنے سے بھی دریغ نہیں کیا۔ انہوں نے کیمیائی ہتھیار استعمال کرنے سے دریغ نہیں کیا۔ اس کے باوجود امریکہ اس سے خوش نہیں ہوا تو آپ کے سر جھکانے سے امریکہ کبھی خوش نہیں ہو گا۔ میں آپ سے کہوں گا کہ آپ اٹھیں، اس قوم کو وہ درس دیں، وہ سبق دیں جس طرح ان کو ہٹلر نے سبق سکھایا تھا۔ آج بھی ان کا وہی مقام ہے، وہی ہمارا ان کے ساتھ رویہ ہونا چاہیے۔ بہت شکریہ جناب والا! You have given me a chance here. Thank you.

Mr. Kamran Murtaza : Point of order Sir.

Mr. Presiding Officer : Yes please.

جناب کامران مرتضیٰ: جناب یہ الفاظ expunge کیے جائیں جو [***] ہیں۔ یہ تو ٹھیک ہے کہ آپ نے ان کو اجازت دی۔ یہ اپنے موضوع سے ہٹے اور انہوں نے بہت ساری باتیں LFO پر بھی کیں اور دیگر باتیں بھی کیں لیکن قطعی طور پر اس بات کی اجازت نہ دی جائے کہ۔۔۔ ایک پاکستانی ہونے کی حیثیت سے یہ بات کرتے کرتے بلوچستان کا تعصب پھیلاتے ہیں اور اس کے بعد پھر بات کو یہاں تک بڑھاتے ہیں کہ پاکستان کی آزادی کا کریڈٹ [***] کو دینے پر تلے ہوئے ہیں۔ براہ مہربانی ان الفاظ کو expung کیا جائے۔ شکریہ

+ [*** بحکم جناب چیئرمین الفاظ حذف کئے گئے]

جناب مہیم خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ میرے دوست نے بلوچستان کا جو لفظ استعمال کیا ہے۔ بات بلوچستان کی نہیں ہے۔ بلوچستان کی اجتماعی آواز اپنی ہے۔ اس دوست نے جو بات کہی ہے وہ JWP کی' ایک پارٹی کی بات ہے۔ وہ اپنی پارٹی کی نمائندگی کرتے ہیں بلوچستان کی نمائندگی نہیں کر رہے ہیں۔ ہم بلوچستان کے حق کی بات ضرور کریں گے۔

(مداخلت)

Mr. Presiding Officer: That is his personal opinion. Please take your seat. Mr. Raza Muhammad Raza.

جناب رضا محمد رضا: شکریہ۔ جناب چیئرمین! اکیسویں صدی کی دہلیز پر اس مہذب اور ترقی یافتہ دنیا میں ایک آزاد خود مختار اسلامی اور تاریخی ملک عراق کے خلاف اس دنیا کی سب سے جابر، استعماری، سامراجی طاقت امریکہ، برطانیہ اور اس کے نام نہاد اتحادیوں نے جس انداز سے جارحیت کی ہے، عراق پر جس انداز سے فوجی حملہ ہوا ہے وہ تمام انسانیت کے خلاف، اس کرۂ ارض پر آباد تمام اقوام کے خلاف ایک ننگی جارحیت ہے اور یہ انسانی تاریخ کا ایک عظیم المیہ ہے۔ میں سب سے پہلے اپنی پارٹی پشتونخواہ ملی عوامی پارٹی، اپنی غیور ملت، پشتون ملت، اسی طرح اس ملک کی محکوم قوموں پشتون، بلوچ، سندھی، سرائیکی کی نمائندہ پارٹیوں پونم اور اس ملک کے چودہ کروڑ عوام کی نمائندگی کرتے ہوئے انسانیت کے خلاف اس ننگی جارحیت کی پرزور مذمت کرتا ہوں اور داد دیتا ہوں تمام عالم انسانیت کی قوتوں کو، اقوام متحدہ، اقوام متحدہ کی سیکورٹی کونسل، یورپی یونین، عرب لیگ، غیر جانبدار ممالک اور اسی طرح دنیا کے تمام عوام، قوموں اور حتیٰ کہ خود امریکہ اور برطانیہ کے عوام کو کہ انہوں نے جس انداز سے عراق کے خلاف اس جارحیت، اس انسانیت کش فوجی حملے پر اپنے ردعمل کا اظہار کیا ہے وہ قابل تحسین ہے اور تمام باشعور قوتوں کو اس پر خراج تحسین پیش کرنا چاہیے۔

جناب چیئرمین! سامراجی امریکہ نے ایسے پس منظر میں عراق پر حملہ کیا کہ گزشتہ ۱۰، ۱۵ سالوں کے دوران اس کو یہ خوش فہمی ہوئی کہ شاید دنیا میں وہ ایک واحد سپر طاقت ہے اور دنیا

کی کوئی طاقت اس کو چیلنج کرنے کی نہ صلاحیت رکھتی ہے اور نہ کوئی جرأت۔ نیو ورلڈ آرڈر کے تحت اقوام متحدہ پر بھی امریکہ نے بالادستی قائم کرنے کی کوششیں کیں۔ قرار داد نمبر 1441 اگرچہ ایک مناسب اور مبنی برحق قرارداد قطعاً نہیں تھی لیکن ایسے حالات میں اقوام متحدہ کو یہ قرارداد پاس کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔ تو دنیا کو اس قرار داد کا احترام کرنا پڑا۔۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جہاں تک کیمرہ مین صاحبان کا تعلق ہے ان کو اندر آنے کی اجازت نہیں ہے۔ باہر سے یا گیلری سے تو تصویر لے سکتے ہیں۔ But they cannot come inside the House. Yes please.

جناب رضا محمد رضا: جناب والا! قرار داد نمبر 1441 کے تحت عراقی مہلک ہتھیاروں کا خاتمہ، کیا دنیا میں واحد عراق تھا جس کے پاس مہلک ہتھیاروں کا شبہ تھا؟ کیا خود امریکہ، برطانیہ اور دنیا کے کئی ممالک کے پاس انسانیت کو تباہ کرنے کے تمام ہتھیار موجود نہیں؟ کیا امریکہ اور دیگر ایسے ممالک اس دنیا میں موجود نہیں جو ۲ سے ۵ منٹ تک تمام انسانیت کو، اس کرہ ارض کو مکمل طور پر تباہ کر سکتے ہیں؟ کیا انسانیت کو امریکہ کے ہتھیاروں سے خطرہ نہیں تھا؟ کیا برطانیہ کے ہتھیاروں سے انسانیت کو خطرہ نہیں تھا؟ کیا دوسرے ممالک کے پاس جو مہلک ہتھیار تھے ان سے خطرہ نہیں تھا؟ صرف عراق کو غیر مسلح کرنے کے نام پر، اقوام متحدہ کی طاقت کا استعمال کیا گیا لیکن عراق نے اقوام متحدہ کے ساتھ ہر ممکن تعاون کا مظاہرہ کیا۔ اسلحہ انسپکٹروں نے اس دوران اس پر اطمینان کا اظہار کیا کہ حکومت عراق کی طرف سے مکمل تعاون کا مظاہرہ ہوتا رہا ہے۔ اقوام متحدہ کی سیکورٹی کونسل نے اس پر اطمینان کا اظہار کیا۔ خود سیکرٹری جنرل نے اس پر اطمینان کا اظہار کیا۔ تمام دنیا نے اس پر اطمینان کا اظہار کیا حتیٰ کہ اقوام متحدہ کے حکم پر عراق نے وہ اسلحہ تباہ بھی کیا جو ان سے کہا گیا کہ یہ آپ کو تباہ کرنا چاہیے۔

جناب چیئرمین! یہ وہ جنگ ہے جس کی ابتداء جمال عبدالناصر کے وقت سے ہوئی ہے۔ عراق کو یہ سزا یا عراقی حکمران صدام حسین کو یہ سزا اس لئے دی جا رہی ہے کہ وہ عراق کو ایک خود مختار اور آزاد ملک دیکھنا چاہتے تھے۔ وہ عرب قوم کی آزادی اور خود مختاری چاہتے ہیں۔ جس طرح جمال عبدالناصر نے عرب قوم کو متحد کرنے کی کوشش کی، اس سر زمین کو آزاد اور

خود مختار بنانے کی کوشش کی۔ اس کے وسائل جو اس دنیا کے سب سے اہم ترین وسائل ہیں، پٹرول کی دولت پر عرب عوام کا قومی کنٹرول قائم کرنے کی کوشش کی۔ جمال عبدالناصر پر حملے ہوئے۔ مصر پر حملے ہوئے اور نہرسویز پر قبضہ کرنے کی کوشش کی گئی۔ اگر Soviet Union اس وقت اڑتالیس گھنٹے کا الٹی میٹم نہ دیتا جنگ بند کرنے کا تو آج نہرسویز اسرائیل کی ملکیت ہوتی۔ لیکن خدا بھلا کرے اس وقت کی سپر طاقت سوویت یونین کا کہ اس نے اڑتالیس گھنٹے میں جنگ رکوائی اور آج نہرسویز مصر کی ملکیت ہے، عربوں کی قومی ملکیت ہے۔

جناب چیئرمین! یہی عمل کرنل قذافی کے خلاف ہوا۔ یہی عمل شام کے خلاف ہوا اور یہی عمل فلسطین کے خلاف جاری رہا ہے اور آج تک جاری ہے۔ ان کا گناہ یہ ہے ---' آج اس معزز ایوان میں ہر ایک کا اپنا نقطہ نظر ہے لیکن ہمیں حقائق کو دیکھنا ہے۔ ہم جس کو آمر کہتے ہیں ،جس بات کو ہم آمریت قرار دیتے ہیں۔ کیا ہم چین کی دوستی پر فخر نہیں کرتے ہیں۔ چائنا کا نظام کونسا نظام ہے۔ کس جمہوریت کے تحت چائنا کے حکمران منتخب ہوتے ہیں اور دنیا کے سماجی سائنس کے عالموں نے اس کو بہترین جمہوریت قرار دیا ہے۔ یہ نئی جمہوریت ہے جو اکثریت کے لئے عدل و انصاف لاتی ہے۔ صدام کا نظام نئی جمہوریت کا نظام ہے ۔ وہ عراق کے عوام کے لئے، عراق کے عوام کی اکثریت کے لئے عدل و انصاف کا نظام ہے۔ صدام نے اپنے عوام کی تائید اور حمایت پر، اپنی عوام کی حتمی حکمرانی کا نظام بنایا ہے اور ہر دور میں ہر محاذ پر اپنے عوام کی خود مختاری، عراق کی آزادی کے لئے اس نے جنگ لڑی ہے۔

آج عراق نے صدام کی قیادت میں دنیا کی اس سپر طاقت جس کے خلاف دنیا کو بولنے کی جرأت نہیں ، اس کی digital war machine کو جام کر کے رکھ دیا ہے۔ اس کے تمام اسلحوں کو، تباہ کن ہتھیاروں کو، بے وقعت ثابت کر دیا ہے۔ اور دنیا حیرت میں ہے کہ صدام، ایک زخم خوردہ ملک، ایک ایسا ملک جس پر دس پندرہ سال سے جنگ مسلط ہے، وہ یہ صلاحیت رکھتا ہے کہ دنیا کی عظیم طاقت کو اس کے تمام تباہ کن اسلحوں کو وہ روک سکتا ہے۔ اس کے غرور کو خاک میں ملا سکتا ہے۔ یہ صدام کے لیےعوام کی حمایت ہے۔ اگر صدام کے ساتھ یہ حمایت نہ ہوتی تو آج صدام کی بجائے American forces کے عراق میں داخل ہونے کے ساتھ وہ تمام سفید جھنڈے لہراتے اور امریکہ کا استقبال پھولوں سے کرتے۔ آج ایک ایک

عراقی مرد و زن اپنے خون کا نذرانہ پیش کرتا ہوا فخر سے صدام کے ہر حکم پر اپنا خون پیش کرنے کے لئے، اپنے وطن پر جاں نثار ہونے کے لئے تیار ہے۔

Mr. Presiding Officer: Conclude now.

جناب رضا محمد رضا: جناب چیئرمین! اب تک تو میں نے ابتدا بھی نہیں کی ہے۔ جناب چیئرمین۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ کو معلوم ہے جو وقت مقرر ہے۔ میں نے اسی کے مطابق آپ کو وقت دیا ہے۔

جناب رضا محمد رضا: بالکل میں اسی وقت کے اندر ختم کروں گا۔ جناب چیئرمین! اس ملک میں ہمیں اپنی خارجہ پالیسی کا جائزہ لینا ہوگا۔ یہاں پر مختلف باتیں ہوئیں۔ اس ملک کے حکمرانوں کی پالیسی شروع سے امریکہ کی تابعداری کی پالیسی رہی ہے۔ ہمسایہ مما لک میں مداخلت کی پالیسی رہی ہے اور یہ تمام دنیا پر ثابت ہے کہ کسی ملک کی خارجہ پالیسی اس کی داخلہ پالیسی کی عکاس ہوتی ہے ----

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: just a minute میں ذرا یہ عرض کر دوں کہ پریزائیڈ کرنے والے شخص اور جو فاضل سپیکر بول رہے ہوں ان کے درمیان سے نہیں گزرا جاتا۔ میں نے دو دفعہ یہ mark کیا ہے کہ دو ممبران نے لائن کراس کی ہے۔ اس کو line crossing کہتے ہیں۔ Line crossing جو ہے یہ allowed نہیں ہے inside the House. اگر آپ نے جانا ہو تو ان کی پیچھے سے جائیے گا۔ Yes please.

جناب رضا احمد رضا: جناب چیئرمین! اس ملک میں قوموں کو غلام بنایا گیا ہے۔ پشتون، بلوچ، سندھی، سرائیکی محکومی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ جس طرح برطانوی استعمار نے ہمیں محکوم اور غلام رکھا تھا، ہمارے سیاسی، معاشی، ثقافتی حقوق غصب کئے تھے۔ ہمارے جو تمام وسائل تھے، ان پر اختیار اور کنٹرول قائم کیا تھا اور اس کا بے دریغ استحصال کیا تھا۔ اسی طرح پشتون، بلوچ، سندھی، سرائیکی آج بھی اس ملک میں محکومی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔

ہماری داخلہ پالیسی کا المیہ یہ ہے کہ سارے ملک کو سامراجی ممالک کے ہاتھ فروخت کیا گیا ہے ۔ پبلک سیکٹر میں کوئی چیز نہیں بچی ہے ۔ ہم اپنے ملک کو اپنا ملک نہیں کہہ سکتے ۔ نہ تعلیم کا شعبہ ، نہ صحت کا شعبہ ، نہ زراعت کا شعبہ ، نہ صنعت کا اور نہ تجارت کا ، کوئی شعبہ بھی اس ملک کے عوام کی ملکیت میں نہیں ہے ۔ ہم گروی بن کر رہ گئے ہیں ۔ یہ ہماری داخلہ پالیسی ہے جو ہماری خارجہ پالیسی کی عکاس ہے ۔ ہم نے سامراجی ممالک کی تابعداری میں ہمسایہ ممالک کے خلاف جنگ شروع کی ہے ۔ افغانستان میں اب تبدیلی آئی ہے۔ ہم نے افغانستان کے خلاف امریکہ کی خوشنودی کے لئے ، امریکہ کے ایجنڈے پر جارحیت کی اور بدترین جنگ لڑی ۔ اس کی تقدیر اس ملک کے جاسوسی اداروں کے سرغنہ حمید گل ، اس کی تقدیر سعودی عرب کے جاسوسی کے سرغنہ ترکی الفیصل اور Kaisy جو امریکہ کے اس وقت کے جاسوسی کے ادارے کے سرغنہ تھے ، کے ہاتھ میں تھی ، وہ ہماری پالیسیاں طے کرتے رہے ۔

جناب چیئرمین ! بدترین جارحیت کے بعد جینوا معاہدہ اقوام متحدہ کے تحت ہوا اور ہم نے اس اقوام متحدہ کے معاہدہ کے تحت اب عدم مداخلت کی اور افغانستان میں transfer of power کی پابندی کرنی تھی لیکن اس ملک کے حکمرانوں نے افغانستان میں مداخلت جاری رکھی اور transfer of power کی بجائے افغانستان میں بہت بربادی کی ۔ balance of power کو destroy کیا ۔ State کے تمام اداروں کو تباہ کیا حتیٰ کہ افغانستان میں ایسے اڈے قائم کئے جو بعد میں عالمی دہشت گردوں کے بدترین مرکز میں تبدیل ہوئے ۔

میں اپنے علماء دین سے عرض کرتا ہوں کہ جس بات کو آپ جہاد قرار دیتے تھے ، وہ اصل میں اپنے بھائیوں کے خلاف ، اپنی سرزمین کے خلاف ، اپنی قوم کے خلاف اورمسلم امت کے خلاف امریکہ کا جہاد تھا ، امریکہ کی جارحیت تھی اور جس کے نتیجے میں دنیا کی امن کی قوت ، دنیا کی آزادی کی guarantee کی قوت ، Soviet Union کا خاتمہ ہوا اور جس کے نتیجے میں امریکہ کو یہ موقع ملا کہ وہ دہشت گردی کے نام پر اپنے مقاصد کی تکمیل کرے ۔

جناب والا! افغانستان میں یہاں کے حکمرانوں کی ، لاہور کے اورسعودیہ کے حکمرانوں کی یہ position تھی اور ایسا کردار تھا جو عراق میں امریکہ اور برطانیہ آج ادا کر رہے ہیں ۔ کوئی مجاہد نہیں تھا۔ افغانستان اپنی آزادی کے لئے سرگرم عمل تھا ۔ افغانستان ایک پسماندہ ملک تھا ۔

آج افغانستان میں اقوام متحدہ کی سیکورٹی کونسل کے پانچ نکاتی پلان کے تحت ، بون افغان کانفرنس کے تحت افغانستان میں افغان لوئی جرگہ کی حکومت ہے ۔ جو تباہ حال افغانستان کی تعمیر و ترقی کے لئے سرگرم عمل ہے ۔

Mr. Presiding Officer: Time is over now.

جناب رضا احمد رضا : جناب چیئرمین ! میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں دوسرے ممالک میں مداخلت کی پالیسی سے گریز کرنا ہوگا ۔ ہم نے اپنی قوموں کو مقتدر بنانا ہوگا ۔ جمہوری اداروں کو اقتدار دینا ہوگا ۔ اگر ہم اس پارلیمنٹ کو ، ایوان بالا اور ایوان زیریں کو بااختیار اور مقتدر تصور کرتے ہیں تو ایک فوجی ، ایک بائیس گریڈ کا حاضر سروس جنرل ، فوجی کمانڈر اس ملک کا صدر نہیں رہ سکتا۔ ہمارا آئین اس بات کی اجازت نہیں دیتا ۔ اس ملک میں فوجیوں کی حکمرانی نہیں ہوگی ۔ منتخب پارلیمنٹ نے اس ملک کی خارجہ اور داخلہ پالیسیوں کی تشکیل کرنی ہے ۔ آج ہمارے فوجی حکمرانوں کو یہ جرأت نہیں کہ وہ یہ کہہ سکیں کہ امریکہ نے جارحیت کی ہے ۔ جبکہ خود یورپ اور امریکہ کے عوام اپنے حکمرانوں کی جارحیت کے خلاف سینکڑوں میل لمبے جلوس نکالتے ہیں۔

Mr. Presiding Officer: Thank you very much, now please take your seat. Yes Mr. Ahmed Ali, he is not present. Mrs. Razina Alam Khan.

مسز رزینہ عالم خان :بہت شکریہ جناب چیئرمین ! آپ نے مجھے کچھ بولنے کی اجازت دی۔ جیسا کہ اس معزز ایوان میں ہم سب کو پتہ ہے کہ ہم عراق کی جنگ پر بات کر رہے ہیں ۔ اور جناب چیئرمین صاحب ! اپنی تقریر کے دوران اور موضوعات کے اوپر بات کرنا میں سمجھتی ہوں بہت نامناسب ہے ۔ عراق میں جنگ کا آج گیارہواں روز ہے اور ہم سب جانتے ہیں کہ وہاں کس طرح آگ اور خون اور بموں کی برسات ہو رہی ہے ۔ ہم تمام پاکستانی ایک قوم کی حیثیت سے اس دکھ کو محسوس کر رہے ہیں ۔ اس طرح جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں کہا ہے کہ تمام مسلمان ایک جسم کی طرح ہیں اور جسم کا اگر ایک حصہ کسی

تکلیف میں مبتلا ہو تو باقی حصے میں ایک بخار کی سی کیفیت ہوتی ہے ۔ آج آپ سب جانتے ہیں اور میں اس چیز کو محسوس کر رہی ہوں کہ یہ حدیث ہم سب اپنے احساسات میں محسوس کر رہے ہیں کہ کس طرح ہم نے ان کا درد اپنے درد کی طرح محسوس کیا ۔ کیونکہ وہ ہمارے مسلمان بھائی بہن ہیں وہ آج ایک آزمائش کی گھڑی سے گزر رہے ہیں ۔

جناب چیئرمین ! جنگ جس صورتحال سے گزر رہی ہے اسے بیان کرنا ایوان کے وقت کا ضیاع ہوگا کیونکہ ہم سب جانتے ہیں اور آجکل میڈیا ہر چیز بتا رہا ہے ۔ ہم سب یہ بھی جانتے ہیں کہ اب اس جنگ میں مزید تیزی اور شدت بھی آئے گی ۔ وہاں پر اتحادیوں نے مزید ایک لاکھ بیس ہزار فوجی بلوائے ہیں اور بجٹ بھی پچھتر بلین ڈالر کا ہوا ہے ۔ بہرحال اس طرح جنگ میں مزید شدت کی امید ہے ۔ بمباری کے متعلق بھی تجزیہ نگار تیزی کی نشاندہی کر رہے ہیں ۔ اب جبکہ گرمی آ رہی ہے اور ظاہر ہے کہ جنگ اب شدت اختیار کرے گی ۔ ان حالات میں ہم اپنے عراقی بھائی بہنوں اور بچوں کے لئے کیا کرسکتے ہیں ؟ ابھی سوچنے کا وقت ہے ۔ کیا ہم ملین مارچ کرتے رہیں گے ؟ یہ بھی ایک بہت اچھا طریقہ ہے اپنی آواز پہنچانے کا ۔ لیکن میں سمجھتی ہوں کہ کچھ اب اس سے آگے کیا جائے ۔ جو کیفیت ہم لوگوں کے دلوں پر ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے گزر رہی ہے اس کے متعلق ہماری حکومت اور حکومتی ادارے اس کی ترجمانی میرے خیال سے کر رہے ہیں ۔

وہ چالیس ممالک جنہوں نے امریکہ اور اتحادیوں کو حملہ کرنے کی اجازت دی اور اس کی حمایت کی ان میں پاکستان کا نام نہیں ہے ۔ اس جنگ کی پاکستان نے مذمت کی اور افسوسناک بھی قرار دیا ۔ اس کے علاوہ جو کچھ عراق میں ہو رہا ہے اس کا ہمارے دلوں پر بڑا اثر ہے ۔ اتنا دکھ اور بحیثیت ایک قوم اتنا درد محسوس کر رہے ہیں کہ ۲۳ مارچ کی پریڈ جو زندہ قوموں کے لئے ایک بہت بڑا موقع ہوتا ہے اس کو منسوخ کردیا گیا ۔ سیف گیمز جس کی تیاری میں لاکھوں روپے خرچ ہوئے وہ منسوخ کردیئے گئے ۔ اس کے علاوہ لوک ورثہ یا ایسی کئی تقریبات بھی منسوخ کر دی گئیں ۔ کیونکہ جب ہمارے عراقی مسلمان تکلیف اور بربریت کا شکار ہو رہے ہیں تو ہم کیسے مسلمان ہیں کہ یہ خوشیاں منائیں یا تقریبات منعقد کریں ۔ اس کے علاوہ میرے خیال میں جن مزید اقدامات کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ پاکستان اپنے ہم خیال ممالک

جیسے چین ، فرانس وغیرہ ہیں ان کے ساتھ مل کر جنگ بند کرانے میں اپنا رول ادا کرے ۔ کیونکہ جناب چیئرمین ! جنگ اگر طویل رہی تو مزید ممالک تک بڑھنے کا خطرہ ہے ۔ لہذا ضرورت اس چیز کی ہے کہ جتنا جلد ممکن ہو جنگ کو رکوانے کے انتظامات کئے جائیں ۔

اس کے علاوہ جو زبانی باتیں کرنے کا تعلق ہے تو ہم سب اور پوری قوم کر رہی ہے ، پوری قوم دکھ میں مبتلا ہے ۔ تو کسی چیز میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے عمل شرط ہے ۔ اگرچہ عراقیوں نے چھ ماہ کے لئے خوراک کا سٹاک کر لیا تھا لیکن شدید بمباری سے وہ ذخیرہ تباہ کر دیا گیا ۔ اس عمل کے بعد بچوں کے دودھ سمیت پچھتر میٹرک ٹن غذائی سٹاک تباہ ہوگیا ۔ بصرہ کے متعلق بھی کل خبروں میں تھا کہ وہاں بموں کے گرانے سے خوراک کا ذخیرہ تباہ ہوگیا ۔

جناب چیئرمین ! اب ضرورت اس بات کی ہے ہم بحیثیت قوم ، جبکہ ہمارے وزیر اعظم صاحب نے اعلان کیا ہے کہ امدادی اشیاء جو ہیں وہاں جلد از جلد بھیجی جائیں گی ۔ یہ بھی بڑا قدم ہے جو قوم کی ترجمانی کر رہا ہے ۔ لیکن اس کے علاوہ میں سمجھتی ہوں کہ حکومت تو اپنی طرف سے جو کرسکتی ہے وہ کر رہی ہے ایک individual کی حیثیت سے جو ہماری غیرسرکاری تنظیمیں ہیں کچھ آگے آئی ہیں اور کام کر رہی ہیں ۔ لیکن مزید جو ہماری N.G.Os ہیں ان کو آگے بڑھنا چاہیے۔ تمام ضروری اشیاء جن کی ہمارے عراقی بھائیوں ، بہنوں اور بچوں کو ضرورت ہے ان کی فراہمی فوراً سے پیشتر کی جائے ۔ وہاں پر ڈاکٹرز، پیرامیڈیکل سٹاف ، دواؤں اور پانی کی ضرورت ہے ۔ میں سمجھتی ہوں کہ ان کی طرف دھیان دیا جائے ، ان کو اکٹھا کیا جائے اور ان کو بین الاقوامی اداروں جیسے ہلال احمر ، اور قومی اداروں وغیرہ کے تحت ہم ان کو بھجوائیں ۔

اس کے علاوہ میں سمجھتی ہوں ہم جو پارلیمنٹ کے ممبرز ہیں ، تمام ممبرز کی رضامندی سے اپنی تنخواہوں میں سے کچھ رقم اپنے عراقی بھائیوں کی مدد کے لئے دیں ۔ کیونکہ جب تک ہم کوئی عملی قدم نہیں اٹھائیں گے تو صرف زبانی باتیں کرنے سے کچھ نہیں ہوگا ۔ یہ رقم ہم ان کی ضروریات کے لئے دیں تاکہ ضروریات کی اشیاء ان کو فراہم کی جاسکیں۔

آخری بات میں یہ کہنا چاہوں گی کہ سب سے پہلے پاکستان کی بات جس طریقے سے

لوگ لیتے ہیں اور بیدردی سے یہ کہتے ہیں کہ اگر خدانخواستہ کوئی برا وقت آیا تو اس وقت بھی ہم کہیں گے کہ سب سے پہلے پاکستان۔ تو میں جناب چیئرمین ! افسوس سے کہتی ہوں کہ ہم کیسے پاکستانی ہیں ؟ جو ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی نقصان پہنچانا چاہے گا تو اس میں بھی ، کوئی محب، وطن پاکستانی یہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ سب سے پہلے پاکستان ۔ ہاں ، جب ہم لوگ اس دنیا میں نہیں رہیں گے اس وقت کوئی پاکستان کو نقصان پہنچا سکتا ہے ۔ تو اس لئے میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ہم لوگوں کو اس جنگل کے قانون میں رہنے کی تیاری کرنی چاہیے ۔ اب یہ بات تو طے ہوگئی ہے کہ اس دنیا میں might is right یعنی طاقت کی حکمرانی ہے اور جو طاقتور ہوتا ہے وہ کمزور کو دبا لیتا ہے یا اس پرظلم کر سکتا ہے اور اس کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا ہے ۔ کتنی آوازیں اٹھیں ، کس کس نے منع نہیں کیا کہ عراق پر حملہ نہ ہو لیکن یہ جنگل کا قانون ہے ۔ اس جنگل میں ہم اپنے آپ کو کس طرح طاقتور بنا رہے ہیں ؟ کیا یہ ہمارے سوچنے کا وقت نہیں ہے کہ ہمیں اس جنگل میں زندہ رہنا ہے اور ہمیں اپنے آپ کو ، اس پاکستان کو مضبوط بنانا ہے اور یہ کیسے مضبوط بنے گا؟

جناب چیئرمین ! اس ایوان میں بیٹھے ہمارے فاضل ساتھی اور ہم سب بحیثیت قوم اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ صرف محنت اور قربانی دینے سے کوئی مقام حاصل ہوتا ہے۔ جناب چیئرمین! جب قربانی کی بات آتی ہے تو ہم دوسروں کی قربانی کی بات کرتے ہیں۔ قربانی کے بارے میں کہنا بہت آسان ہے لیکن قربانی دینا بہت مشکل ہے۔ جو قربانی دیتا ہے اسے ہی پتا ہوتا ہے کہ قربانی کیسے دی گئی ہے۔

جناب چیئرمین! اس وقت ہمیں بحیثیت قوم ، قومی یکجہتی کی سب سے زیادہ ضرورت ہے ہم پہلے پاکستانی ہوں اور بعد میں کچھ اور۔ یہ وقت ایسا ہے کہ ہم مل جل کر اپنے اعتراضات یا اپنے اختلافات مٹا کر کام کریں اور اپنے ملک کو مضبوط بنائیں تاکہ اس جنگل میں ہم عزت و وقار اور خود اعتمادی اور خود انحصاری کے ساتھ رہ سکیں ۔لوگ تو بن جاتے ہیں لیکن قومیں محنت سے بنتی ہیں ، علم سے بنتی ہیں ، قربانیوں سے بنتی ہیں ۔ جو ترقی یافتہ اقوام ہیں ان کے متعلق آپ سب جانتے ہیں ۔ چین کی مثال لے لیں ، کس طرح اس قوم نے محنت سے ایک مقام حاصل کیا ، جاپان میں کام کرنے کے اوقات صبح نو بجے سے رات نو بجے تک ہیں اور

اسی طرح ملائشیا میں دیکھیں، میں نے خود جا کر ان ممالک میں دیکھا ہے کہ وہ قومیں صرف اپنے ملک کا نام لیتی ہیں۔ وہ یہ نہیں بتاتیں کہ ہم ملک کے کس حصے سے ہیں، جب ان سے پوچھا جائے تو وہ اس کو ہنس کر ٹال دیتے ہیں کہ اس چیز کی اہمیت نہیں ہے۔ اہمیت اس چیز کی ہے کہ ہم پاکستانی ہیں۔

Mr. Presiding Officer: Please try to conclude now.

مسنر رزینہ عالم خان۔ جناب والا! مجھے یہی کہنا تھا کہ ہمیں اپنے آپ کو اس جنگل میں رہنے کے لئے تیار کرنا ہوگا اور اس جنگل میں اپنی بقاء کی تیاری کے لئے محنت سے کام کرنا ہوگا اور بقول اقبال

وہی ہے صاحب امروز جس نے اپنی محنت سے
زمانے کے سمندر سے نکالا گوہر فردا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ آپ کا شکریہ۔ مسٹر محمد انور بیگ۔

Mr. Muhammad Enver Baig:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

Mr. Chairman, I hope you are not in a great hurry to go for a dinner this evening because time is coming to an end. So, I would appreciate if I could have a reasonable amount of time.

Mr. Presiding Officer: Yes, whatever time has been distributed to the members that was 10 minutes, for the party leaders it was 12 to 15 minutes.

Mr. Muhammad Enver Baig: Thank you Mr. Chairman. Infact, I wanted to congratulate the Chairman and the Deputy Chairman. Since both the gentlemen are not present, I would like you to convey our deepest congratulations on their appointment as the Chairman and the

Deputy Chairman of the House. To start with Mr. Chairman, I would like to state that the credit of this session goes to the opposition parties who have requisitioned this meeting on the question of Iraq and LFO. But since Iraq issue was of prime importance we decided to leave alone the LFO part and take the Iraqi issue at the moment. Mr. Chairman, I would also like to request you that PTV is the only government channel which is allowed in the House, Geo television and other Pakistani TV channels are also doing a wonderful job, we would like that if those Pakistani private channels may also be allowed to cover the proceedings of the House.

Mr. Chairman, the war on Iraq has today entered the 12th day and unfortunately the invaders have had no regard or respect for the United Nations and what the United Nations inspectors who were doing their duties while they were inspecting the so-called weapons of mass destruction, the Bush administration have cut all the old international systems and introduced a new system known as "the doctrine of pre-emption" and today the so-called super powers have absolutely no regard, no respect for the boundaries of any country and are openly interfering into the internal affairs of a country and on the 12th day of this invasion the United States or Britain have yet to tell the world of any evidence they have found on weapons of mass destruction. So, Mr. Chairman, what have we achieved? We have achieved *"law of jungle"* and "might is right". Back home in Pakistan, I have to state with deep regret that the government says that they are with the people of Iraq but

unfortunately they have not demonstrated at all as a matter of fact even in the protest in the streets of Pakistan, the opposition parties have taken a grand lead. I would only like to request the honourable Prime Minister to have a billion march rather than a million march of the opposition and show the people of Iraq that the people of Pakistan and the Government of Pakistan are with the sufferings of the Iraqi people. As a matter of fact, as Mr. Chairman, you must have read in the newspapers, in the media that one of the former Foreign Secretaries of the UK Mr. Robin Cook resigned and two American diplomats have resigned in protest closer whom this doctrine of pre-emption is a very dangerous example set by United States. As you know Mr. Chairman, we have a very very hostile neighbour and looking at what the United States has done in Iraq, tomorrow the neighbour can say, I want a regime change in Pakistan. So, what do you do?

Mr. Chairman, I think, the government should take a very very strong view of the situation and as it was reported in the press sometime ago that even General Musharraf said in one of the press statements that God forbid, Pakistancould be the next target.

Mr. Chairman, I would like to ask the Foreign Minister to inform thisHouse as to what measures had the government taken to prevent this war and No. 2, what measures are they taking now to stop the war. I have to state with deep regret while we are talking on Iraq, the honourable Foreign Minister is probably dining out somewhere in Islamabad.

It is a matter of shame and - سب کو اپنی نوکریاں بہت عزیز ہیں

disgrace that

there is nobody from the treasury benches at this moment of time.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، جی۔ دلاور عباس صاحب! ذرا پتا کیجیئے۔ کوئی وزیر صاحب تشریف رکھتے ہیں؟

جناب محمد انور بیگ: جناب وہ ٹکڑ کھا رہے ہیں۔ اپنی نوکریاں بچا رہے ہیں۔

I would like to request you, Mr. Chairman, that the Prime Minister should hold a Joint Session of both Houses of Parliament and if necessary closed door one, to apprise the elected leaders of the measures that the government is taking for, God forbid, avoiding a pre-emptive attack on Pakistan. I think it is highly important that both Houses be taken into confidence on this issue.

Mr. Chairman, France, Germany, Russia, China, all are non-Islamic countries and they have today taken lead in voicing their opposition to this war and among the muslim countries, I must salute the Malaysian Prime Minister who has been absolutely bold in condemning this aggression against the people of Iraq. I have also to state with deep regret that OIC and the Arab League have done absolutely nothing to safeguard the lives of the innocent civilian sand to stop casualties which are happening every hour. While I am making this speech today who knows that the bombs are falling on Iraq, Baghdad and Basra.

We are not supporting Saddam Hussain as Mr. Nisar Memon very rightly said that during the visits of former Prime Minister Benazir Bhutto, to Iraq, when the issue of Kashmir was tabled, President Saddam

Hussain was not at all interested in supporting Pakistan. But; nevertheless, today the people of Pakistan are with the people of Iraq and fully sympathise with them for the sufferings they are undergoing because of this massive bombing which is taking place. As a matter of fact, these invaders have weapons of mass destruction, not Iraq. I mean in 12 days, they have had no evidence at all of any weapons of massive destruction.

Finally, Mr. Chairman, Pakistan should make every possible effort, at any level to have this war stopped immediately and tell the invaders to get back and leave that country alone. We should all try to strengthen the United Nations and see that the inspectors go back and the sufferings of the innocent people of Iraq should come to an end. Pakistan should also offer every kind of humanitarian aid possible help for the people of Iraq. Thank you Mr. Chairman.

Mr. Presiding Officer: Thank you. Yes Mr. Raza Rabbani.

Mian Raza Rabbani: Mr. Chairman, I would like to point out to you that this is the seriousness with which this Muslim League Government is taking the Iraqi situation or Iraq debates

کہ وزراء کی ایک پوری فوج موجود ہے لیکن پچھلے پندرہ منٹ سے ہاؤس میں ایک وزیر بھی موجود نہیں ہے۔ یہ نہ صرف اس ہاؤس کی توہین ہے بلکہ یہ اس debate کی بھی توہین ہے کہ ایک بھی وزیر treasury benches پر نہیں ہے۔ کیا وزیر دفاع کا کھانا اتنا اہم ہے کہ یہاں سینیٹ میں جو debate چل رہی ہے اس کو وہ چھوڑ کر وہاں چلے گئے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، آپ کی یہاں پر موجودگی میں یہ پوائنٹ پہلے raise ہوا

ہے ---

میاں رضا ربانی: جناب! لیکن آپ نے سارجنٹ ایٹ آرمز کو بھیجا، اس کے باوجود بھی کوئی وزیر نہیں آیا، میں ہاؤس میں موجود تھا۔ جناب والا! اگر وہ ان کو بلانے کے لئے Minister's enclave گیا تو پھر کل کا سیشن ہو جائے گا اور یہاں پر کوئی وزیر نہیں آئے گا۔ بلکہ افسوس کی بات تو یہ ہے کہ چیئرمین صاحب دے گئے صدارت ڈپٹی چیئرمین کو، ڈپٹی چیئرمین صاحب نے صدارت آپ کے حوالے کر دی، وہ بھی وہاں پر چلے گئے، ایک بھی وزیر یہاں پر موجود نہیں ہے - What are the Ministers being paid for اگر پارلیمنٹ کا یہ حال ہے، یہ حشر ہے کہ ایک وزیر کی دعوت پارلیمنٹ میں عراق کی debate پر فوقیت لیتی ہے تو پھر اس ہاؤس کو wrap up کریں۔ یہ ہے وہ LFO جس کی ہم بات کرتے ہیں، یہ ہیں اس کی کرامات کہ power کا منبع ایک شخص ہے اور کیونکہ وہ شخص وہاں کھانے پر موجود ہے لہذا پوری کی پوری آپ کی کابینہ وہاں پر چلی گئی ہے because they know they are not accountable to this House.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: رضا ربانی صاحب! تھوڑی دیر انتظار فرمائیے۔

میاں رضا ربانی: جناب والا! اور کتنی دیر انتظار کریں۔ The House cannot be held hostage کسی وزیر کا یا کسی کابینہ کے رکن کا۔ ہاؤس کبھی hostage نہیں بنا - آپ کو بڑی اچھی طرح پتا ہے اس ہاؤس کی اور اس سے پہلے ہاؤسز کی تاریخ کے بارے میں، کب ہاؤس hostage بنا ہے وزراء کا، کہ ہاؤس پورے کا پورا بیٹھا رہے اور ایک وزیر بھی موجود نہ ہو۔

Sir, I want a ruling from you sanctioning the cabinet and the Ministers for not being present in the House.

Mr. Presiding Officer: No, it will be the sense of the House, if House wants to sit, House will sit, if House does not want to sit in the absence of the Ministers, this is up to the House.

Mian Raza Rabbani: I want a ruling Sir, from You. Mr. Chairman, I want a ruling from you. I want you to pass strictures against the Ministers who are not present in the House. You are the custodian of the House.

Mr. Presiding Officer: Yes Mr. Raza Rabbani. Listen to me, I have directed Mr. Dilawar Abbas to contact them and we should wait for some time.

(Interruption)

Mr. Presiding Officer: Please take your seats, not two at a time, one ata time. Mr. Raza Rabbani has the possession of the House, Mr. Enver Baig, please take your seat. if you don't want to sit I will adjourn the House.

میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین صاحب! بات تقریر کی نہیں ہے، تقریر آپ کروائیں کیونکہ وہ بیٹھے ہوئے بھی ہوں گے تو وہ پالیسی frame نہیں کرتے کہ ان پر کوئی اثر پڑے گا لیکن اس ہاؤس کا کچھ "نام نہاد" تقدس ابھی بھی باقی ہے یا نہیں ہے؟ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں، آپ پرانے parliamentarian رہے ہیں، آپ پرانے Speaker رہے ہیں، میں آپ سے گزارش کر رہا ہوں، ہاؤس کی طرف سے گزارش کر رہا ہوں کہ آپ strictures پاس کریں ministers کی عدم موجودگی پر۔ آپ نے Sergeant-at-Arms بھیجا، کیا ابھی تک کوئی منسٹر ہاؤس میں آیا؟ نہیں۔ پندرہ بیس منٹ اس بات کو گزر چکے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ایک تقریر کے بعد ان کا انتظار کریں گے اس کے بعد میں پھر عرض کروں گا۔ ڈاکٹر خالد رانجھا صاحب۔

ڈاکٹر خالد رانجھا: جناب چیئرمین صاحب! آپ نے مجھے اس ٹائم پر بلایا ہے جب بھائی رضا ربانی چیخ رہے تھے کہ جی منسٹرز یہاں حاضر نہیں ہیں۔ کل یہ ہمیں بتا رہے تھے کہ جس

آدمی نے یہاں بولنا ہے، جو ہم لوگ نئے نئے آئے ہیں وہ ہاؤس کے آداب سیکھیں اور صرف address کریں گے Chair کو کسی اور کو نہیں۔ اگر ان rules میں کہیں لکھا ہوا ہے کہ ایک وزیر جب تک یہاں موجود نہ ہو بحث نہیں ہو سکتی تو بالکل درست ہے۔ We are Housed and I think we should go by the norms of this book میں نے سرسری طور پر اس کو دیکھا ہے، rules کو بھی دیکھا ہے اور رضا ربانی تو ہمارے بڑے بھائی بھی ہیں اور اس کتاب کو ازبر جانتے ہیں۔ میں ضرور ان سے سیکھنا چاہوں گا۔ اگر تو یہ واقعی Rules of Business کا حصہ ہے کہ جب تک کوئی وزیر نہ ہو------

Mr. Presiding Officer: Please proceed with your speech.

ڈاکٹر خالد رانجھا: مجھے بات مکمل کرنے دیں۔

پروفیسر خورشید احمد: یہ ایک دوسری بحث شروع کر رہے ہیں اس پر پہلے سے ruling موجود ہے۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی: بالکل اس پر stricture موجود ہے، ہاؤس کی بعض روایات ہوتی ہیں۔

Mr. Presiding Officer: Please proceed with your speech now.

میں نے ان سے کہا ہے کہ وہ speech کریں۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب میری عرض سن لیں۔ انہوں نے کوئی بات کی ہے اور rules point out کئے ہیں۔ آپ کی توجہ اس طرف دلائی ہے۔ میں ان کو یہ بتا رہا ہوں کہ کچھ رولز ہوتے ہیں، کچھ روایات ہوتی ہیں اور اس ہاؤس کی روایات موجود ہیں۔ وسیم سجاد صاحب جب چیئرمین تھے، انہوں نے کئی دفعہ، ایک دفعہ نہیں، میں رانجھا صاحب کو کہوں گا کہ کسی وقت لائبریری میں جا کے ان کی rulings پڑھیں کہ کتنے انہوں نے strictures پاس کئے منسٹرز کے خلاف جو یہاں پر موجود نہیں ہوتے تھے۔ جناب چیئرمین صاحب! میں ان کو بتا رہا ہوں بعض روایات ہوتیں ہیں اور کچھ rules ہوتے ہیں۔

Dr. Khalid Ranjha: May I continue sir.

جب میں بیٹھ جاؤں گا اس وقت آپ بات کیجیئے۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی: ایک منٹ sir, آپ نے بات اٹھائی تو اب میری بات بھی سن لیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: عباسی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ خالد رانجھا صاحب! آپ تقریر شروع کریں اپنی عراق پر۔

ڈاکٹر خالد رانجھا: میں گزارش کر رہا تھا آج موضوع زیر بحث ہے عراق کا، ہم سب نے کوشش کی ہے credit لینے کی کہ ہاؤس کس نے call کیا، کس نے call نہیں کیا۔ یہ باتیں غیر ضروری ہیں۔ اس وقت میں سمجھتا ہوں کہ اس debate کو بڑے اچھے انداز میں شروع کیا پروفیسر خورشید صاحب نے اور بڑے ہی گھمبیر انداز میں، بڑی باریک بینی سے اس کو اجاگر کیا۔ دوسرا پہلو اس کے متعلق مولانا شاہ احمد نورانی صاحب نے بیان کیا۔ ایس ایم ظفر صاحب نے ایک تیسرا رخ پیش کیا اور چوتھی بات جو بار بار آ رہی ہے کہ پاکستان کی باری بھی آ جائے گی اس تناظر میں ہمیں آج یہ دیکھنا چاہیے کہ یہ جو attack کیا ہے امریکہ نے عراق کے اوپر، اس کا پس منظر کیا ہے؟ اس کی وجوہات کیا ہیں؟ سب اپنے اپنے "گویز" لگا رہے ہیں اپنا اپنا تجزیہ دے رہے ہیں۔ ہم میں سے کچھ کہتے ہیں مسئلہ شاید تیل کا ہے۔ کچھ کہتے ہیں کہ doctrine of pre-emption ہے۔ کچھ کہتے ہیں کہ it's war of civilization, کچھ کہتے ہیں کہ یہ نیو ورلڈ آرڈر ہے۔ کچھ کہہ رہے ہیں کہ یہ مسئلہ صرف صدام کا ہے، صدام کی تبدیلی کا ہے۔

ہم میں سے کچھ کہتے ہیں کہ صدام سے ہمیں کوئی غرض نہیں۔ اس نے بھی بڑے ظلم کئے ہیں۔ وہ جاتا ہے تو جائے لیکن امریکہ نے جو عراق پر اٹیک کیا ہے، یہ قابل مذمت ہے۔ ہم میں سے کچھ یہ بھی کہتے ہیں کہ جب افغانستان پر حملہ کیا تھا، تب cause تھا terrorism کا۔ ہم خود دہشت گردی کا حصہ بنے ہوئے تھے۔ ہم نے اس کو سپورٹ کیا۔ آج terrorism کون کر رہا ہے؟ امریکہ کر رہا ہے یا عرب کے باشندے کر رہے ہیں۔ یہ واحد موقع ہے کہ جب پچھلی دفعہ امریکہ نے حملہ کیا، اس وقت حکومت کا منہ ایک طرف تھا، عوام کا منہ دوسری سمت تھا۔ حکومت امریکہ کے ساتھ تھی اور عوام افغانی عوام کے ساتھ تھے۔ آج، یہ بڑی

اچھی بات ہے کہ یہ ہاؤس عوام کی خواہشات کی ترجمانی کرتا ہے اور اس ہاؤس کی سوچ عوام کی سوچ کے ساتھ ہے۔ اس ہاؤس کے دل کی دھڑکن عوام کے دل کی دھڑکن کے ساتھ ہے اور حکومت بھی اس مذمت میں عوام کے ساتھ شامل ہے۔ آپ نے دیکھا کہ حکومت کے سامنے دو چیزیں ہیں ' اس اٹیک کو approve کرے یا disapprove کرے اور ہم نے یہ دیکھا ہے کہ حکومت نے اپنے رویے سے ' اپنے عمل سے ظاہر کیا کہ حکومت عوام کی زبان بول رہی ہے۔ اس بات پر سب کا consensus ہے ۔ جیسے اس ہاؤس کا consensus ہوا ' اپوزیشن کا اور جو party in power ہے ' ان کا consensus ہے کہ ہاں ' اس پر ہم ایک متفقہ قرارداد لے کر آئیں گے۔

میں بڑے ادب سے کہوں گا کہ آج سب سے پہلے جب بات ہو رہی ہے اور یہ بات میں بڑی سنجیدگی سے کر رہا ہوں کہ پاکستان کی باری بھی آسکتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں صرف اخباری تجزیوں پر نہیں جانا چاہیئے۔ ہمیں اپنے قیاس پر نہیں جانا چاہیئے۔ جیسے آج حملہ ہوتا ہے ' آج لڑائی ہے پاکستان کی اور ہندوستان کی تو پاکستان کی حکومت کو صحیح انداز میں پتا ہے کہ ہندوستان کا بلیو پرنٹ کیا ہے ۔ ہندوستان کو پتا ہے کہ ہمارا بلیو پرنٹ کیا ہے لیکن آج حکومت ہمیں یہ بتا نہیں رہی یا ہمیں علم نہیں ہے کہ جس طریقے سے ہمیں پتا ہے کہ ہندوستان کا بلیو پرنٹ کیا ہے' اس انداز میں ہمیں یہ نہیں علم کہ امریکہ کا ایجنڈا کیا ہے ۔ کبھی ہم تیل کی بات کرتے ہیں ' کبھی ہم civilization کی بات کرتے ہیں۔ کبھی ہم کہتے ہیں کہ صدام کو تبدیل کرنا ان کا مقصد ہے۔ میری بڑے ادب سے اس ہاؤس سے ' آپ سے گزارش ہے کہ we must constitute a committee جس میں حکومت شامل ہو۔ چونکہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ معیشت کی بات ہے ' make the Minister of Economic Affairs as a part of it, بعض کہتے ہیں کہ مذہب کی بات ہو سکتی ہے ' let somebody who has the knowledge of religious affairs,be part of it. جتنے بھی پہلو سامنے آئے ہیں ان تمام کے متعلق ایک ایسی ہائی پاور کمیٹی بنے جو اس ہاؤس کو بتائے کہ ہم نے information collect کی ہے ' ابھی ہم بات کرتے ہیں اخباروں کے تراشے سے' میری گزارش یہ ہے' جو میں سمجھا نہیں پایا' کہ جو information حکومت کے پاس ہے ' جو informantion ہمارے

پاس ہے، مثلاً بش نے کہہ دیا کہ ہاں جی یہ صلیبی جنگ کی یاد تازہ کر دیں گے، عین ممکن ہے کہ اس کے پیچھے یہی محرکات ہوں۔ مثال کے طور پر جب افغانستان پر اٹیک ہوا تو ہم سب کہتے تھے کہ ہاں جی Russian policy ہے، we knew their agenda اسی لیے ہم کود پڑے تھے to have access to warm waters, they have to go to Pakistan. میں اس تناظر میں اس ہاؤس سے request کر رہا ہوں کہ اپنے تمام اختلافات بھلا کر let us try and find out on the basis of information not on the basis of guess work کہ امریکہ کا ایجنڈا کیا ہے اور اس ایجنڈے کی جان کاری میں پاکستان کا تحفظ ہے، پاکستان کی بقاء ہے، پاکستان کی سیکورٹی ہے and since we think Pakistan first, let us think in terms کہ کہا جاتا ہے کہ اس کے بعد ایران کی باری ہے، پھر ہماری باری ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ let us now analyse seriously جیسے لوگ کرتے ہیں، حکومتیں کرتی ہیں information کی بنا پر، قیاس آرائی کی بنا پر نہیں کہ ان کا ایجنڈا کیا ہے۔ اور جب تک وہ نہیں ہو سکے گا ہم بات سے بات نکال کر بحث کرتے رہیں گے۔ میں دوبارہ آپ سے seriously request کرتا ہوں کہ when we close this debate, please press upon the government that there must be a commission set up. صاحب صدر! آپ کو یاد ہو گا جب great Afghan war ہوئی تھی تو صرف ایک فوجی سپاہی بچا تھا۔ اس کے فوری بعد برطانیہ نے ایک کمیشن مقرر کیا تھا جو دس سال تک بیٹھا اور پھر ایک صفحہ کی انہوں نے رپورٹ دی کہ ہمارے جنگ ہارنے کی یہ causes ہیں۔ میں اسی انداز میں کہہ رہا ہوں۔

we should set up a high powered commission which should be accountable to this House and take the House into confidence as to what is the agenda of American government.

ممکن ہے کہ امریکن عوام کو بھی نہ پتا ہو کہ ان کا ایجنڈا کیا ہے کیونکہ ابھی تک وہ بتا نہیں رہے۔ یہ تو ہماری قیاس آرائی ہے، اور دوسری بات جو میں کرنا چاہوں گا، آپ گھڑی دیکھ رہے ہیں، میں صرف آدھا منٹ لوں گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نہیں، نہیں۔ ابھی آپ کا ٹائم ہے۔

ڈاکٹر خالد رانجھا: میں دوسری بات کر رہا تھا کہ آج تمام دنیا میں ملین مارچ ضروری ہے، کس لئے؟

To show resentment, to show protest. Protest and resentment is one of the mechanism to stop a person from doing something which we do not approve.

تو یہ عمل تو ہم نے کر دیا۔ ہم نے ملین مارچ کئے، ہم نے پتلے بھی جلائے، جلوس بھی نکالے اور اس جلوس میں حکومت، اپوزیشن دونوں اکٹھے شامل تھے۔ لاہور کے جلوس میں حکومت اور پبلک ساتھ ساتھ تھی۔ تو یہ جو ہم نے جلوس نکالے ہیں یہ تو resentment ہے، جو بش کے پتلے جلائے ہیں مسجد الشہداء کے سامنے، یہ ایک resentment ہے۔ Resentment کی حد تک تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے اپنا رول ادا کر دیا ہے to stop this war. میں سمجھتا ہوں آج we have to stretch ahead and find other mechanism of protest. مثال کے طور پر آپ نے دیکھا کہ جب فرانس نے امریکہ کے عمل کو approve نہ کیا تو امریکہ نے resentment کیا کہ جتنے فرانسیسی ریسٹورنٹس وہاں ہیں ان میں جانا بند کر دیا۔ فرانسیسی کھانے بند کر دیئے۔ ابھی موبائل پر مجھے message ملا تھا، کسی نے بھیجا as a suggestion کہ stop buying American goods اور اس سے ایک ہفتے میں امریکہ کو 8.6 بلین ڈالر کا نقصان ہو سکتا ہے۔ اسی انداز سے کوئی ایسا طریقہ اپنایا جائے جس سے امریکہ محسوس کرے کہ people are resenting their act. اور تیسری بات جو میں گزارش کرنا چاہتا ہوں وہ ہے the mode of resentment. مجھے یاد پڑتا ہے، یہ 75ء کی بات ہے میں ترکی گیا تو ہر جگہ پاکستان کاردش کے الفاظ سنتے تھے۔ وجہ یہ تھی کہ جب 74ء میں Cyprus میں جنگ تھی تو پاکستان نے وہاں پر medical equipment, medical doctors بھیجے تھے۔ وہ دن اور آج کا دن we are reaping the fruit of that act اور آج بھی وہ پاکستانی کو کاردش کہہ کر پکارتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جیسے انور بیگ صاحب نے کہا اور انہوں نے بہت

اچھی بات کی کہ ہمیں کوئی ایسا عمل کرنا چاہیے کہ جس سے یہ ثابت ہو کہ نہ صرف ہم resent کر رہے ہیں بلکہ ہم یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ وہاں ایک میڈیکل ٹیم بھیجی جائے، خوراک بھیجی جائے، بچوں کی خوراک بھیجی جائے۔ اس سے دو message پہنچیں گے کہ ایک تو ان کی امداد ہو گی اور دوسرے we will be giving them message of disapproval. اور آخر میں جو ہمارا سیکورٹی کونسل میں رول ہے کہ وہاں پر ووٹ نہ دینا، تو یہ اس بات کے مترادف ہے کہ we do not approve. We don't approve this effort. وہاں پر بھی ہمیں internationally, globally یہ رول accept کرنا چاہیے - I will conclude by saying کہ ہم اس کو condemn کرتے ہیں، اس کو بُرا کہتے ہیں۔ احتجاج کی اسٹیج گزر چکی ہے، جنگ شروع ہو گئی ہے۔ اب یہ کہ what next steps to be taken for the purpose of proving a point کہ ہم اس عمل کو بُرا سمجھتے ہیں اور پاکستانی قوم عراقی قوم کے ساتھ ہے اور امریکہ اور اس کے ساتھی جو بھی جارحیت کر رہے ہیں، اس کو ہم condemn کرتے ہیں اور اس کی مذمت کرتے ہیں۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: رات کے نو بجنے والے ہیں لہذا اجلاس کل صبح دس بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

The house is adjourned till tomorrow at 10.a.m.

[The House was then ad journed to meet again at 10.a.m. on Tuesday, 1st April,2003]